﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :۔ نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک08 جنوری 2016ء | 27/ربیع الاوّل 1437 ہجری قمری ❁ 08/صلح 1395 ہجری شمسی | شمارہ02

اپنے فرض کی ادائیگی کی اہمیت

حضرت معقل بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

’’جس کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کا نگران اور ذمہ دار بنایا ہے وہ اگر لوگوں کی نگرانی، اپنے فرض کی ادائیگی اوران کی خیر خواہی میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کے مرنے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا اور اسے بہشت نصیب نہیں کرے گا‘‘۔

(مسلم کتاب الایمان باب استحقاق الوالی الغاش لرعیۃ النار)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جاپان 2015ء

❁......آپ نے خود کو دنیا میں امن کے قیام اور محبت کے پیغام کی اشاعت کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔❁......میرا یہ خواب ہے کہ کاش حضور جاپان منتقل ہو جائیں اور یہاں سے ایک زبردست آواز کی صورت میں دنیا کو امن ومحبت اور مفاہمت کا پیغام عطا فرمائیں۔❁......ایک انسان دوسرے انسان کے اس قدر قریب آسکتا ہے اور دوسرے کے جذبات کو اس قدر آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس کا اندازہ مجھے ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات سے ہوا۔

(ٹوکیو کے ہلٹن ہوٹل میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں مہمانوں کے ایڈریسز)

❁......آپ وہ لوگ ہیں جو نیوکلیئر جنگ کی فقید المثال تباہی پر گواہی دے سکتے ہیں۔اس لئے جاپان سے زیادہ امن اور تحفظ کی اہمیت کوئی اور ملک نہیں سمجھ سکتا۔ پس اپنے ماضی کے تجربہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے جاپان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔❁......جہاں تک ہمارا یعنی جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعلق ہے تو جہاں کہیں بھی دنیا میں ظلم ہو رہا ہو ہم نے ہمیشہ اس ظلم وستم کی علی الاعلان مذمت کی ہے۔کیونکہ اسلامی تعلیمات یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھائیں۔

(بگڑتے ہوئے عالمی حالات کا تجزیہ اور قیام امن کے حوالہ سے اسلامی تعلیمات کا مختصر مگر نہایت جامع اور دلنشیں بیان۔
ٹوکیو میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا بصیرت افروز خطاب)

مہمانوں کے سوالات کے جوابات۔جاپان کے قومی اخبار ASAHI کی جرنلسٹ کا حضور انور ایدہ اللہ سے انٹرویو۔انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔پھولوں کی آرائش کا تحفہ۔

❁......مَیں بدھسٹ ہوں لیکن حضور کی باتیں سن کر ہماری آنکھوں میں آنسو آ گئے ہیں۔❁......آپ کا خطاب اور جاپانی قوم کو کی جانے والی نصائح غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔❁......خلیفۃ المسیح نے جو بھی بیان کیا وہ قرآن کریم کے حوالہ جات کے مطابق بیان کیا اور بتایا کہ یہ اصل اسلام ہے۔❁......خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔❁......خلیفہ کی لوگوں کے لئے ہمدردی اور پیار قابل ستائش ہے۔**(ٹوکیو میں منعقدہ استقبالیہ تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)**

علم فلکیات کے پی ایچ ڈی کے ایک سٹوڈنٹ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات اور اس کے استفسارات کے جوابات۔

دورۂ جاپان کی پریس اور میڈیا میں کوریج۔جاپانیوں کی مسجد بیت الاحد میں دلچسپی۔ٹوکیو (جاپان) سے روانگی اور لندن (برطانیہ) میں ورود مسعود۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

23/نومبر 2015ء بروز سوموار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے ’’مسجد بیت الاحد‘‘ تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

ٹوکیو کے ہلٹن ہوٹل میں استقبالیہ تقریب

آج اسی ہوٹل Hilton میں ایک تقریب (Reception) کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جاپان میں 1945ء میں ایٹم بم پھینکا گیا تھا۔اب اس واقعہ کو ستّر سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ستّر سال گزرنے پر جاپان میں مختلف تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہے۔آج کی یہ تقریب بھی اسی حوالہ کے ساتھ تھی۔

آج کی اس تقریب میں 63 جاپانی مہمان شامل تھے۔ان مہمانوں میں Mr. Urano Tatsno (چانسلر Nihon یونیورسٹی)، Mr. Martin Blackway (معروف شاعر اور بزنس ایڈوائزر)، Mr. Sato Royoki (بدھسٹ فرقہ کے چیف پریسٹ اور راہنما)، Mr. Serio Ito (گاڑیاں بنانے والی ایک بڑی کمپنی کے صدر)، Asahi اخبار کے چیف رپورٹر اور ایک مشہور سیاستدان کی بیٹی Ohara Blackway اور اس کے علاوہ ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز، وکلاء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔

حضور انور کی آمد سے قبل یہ سبھی مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ان مہمانوں کے علاوہ مختلف ممالک سے آنے والے بعض جماعتی عہدیداران بھی آج کی اس تقریب میں شامل تھے۔

پروگرام کے مطابق دوپہر بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے۔

کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حافظ امجد عارف صاحب نے کی اور عزیزم سیّد ابراہیم صاحب (طالبعلم درجہ رابعہ جامعہ کینیڈا) نے اس کا جاپانی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

بعدازاں عزیزم حزقیل احمد (طالبعلم درجہ رابعہ جامعہ کینیڈا) نے جاپانی زبان میں اس تقریب کا تعارف کروایا اور جماعت کا مختصر تعارف بھی پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم نجیب اللہ ایاز نے باری باری گیسٹ سپیکرز کو مدعو کیا کہ وہ آکر اپنا ایڈریس پیش کریں۔

مہمانوں کے ایڈریسز

☆ **سب سے پہلے Tokibo گروپ آف انڈسٹریز کے چیئرمین ڈاکٹر Sata Yasuhiko صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔موصوف نے کہا:**

یہ بات ہمارے لئے بہت خوشی اور اعزاز کا باعث ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس جو جماعت احمدیہ کے روحانی پیشوا ہیں ہمارے درمیان موجود ہیں۔آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی 19 اپریل کو وفات کے بعد 22 اپریل 2003ء کو

لندن وقت کے مطابق رات 11:40 پر حضرت مسیح موعودؑ کے پانچویں جانشین منتخب ہوئے۔اس وقت سے آپ نے خود کو دنیا میں امن کے قیام اور محبت کے پیغام کی اشاعت کے لئے وقف کیا ہوا ہے۔

2009ء میں مجھے یہ زبردست تحفہ اور اعزاز ملا کہ نہ صرف حضور سے شرف ملاقات حاصل ہوا بلکہ مجھے اور میری بیٹی کو حضور نے کھانے پر مدعو کیا اور ہمارے لئے آپ کی طرف سے کی گئی مہمان نوازی نہایت قابل قدر اور قیمتی یاد ہے۔اس کے بعد مجھے جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کا موقع ملا اور حاضرین سے مخاطب ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

11مارچ 2011ء کو شمال مشرقی جاپان میں آنے والے زلزلہ اور تسونامی کے بعد Ishinomaki شہر میں ہیومینٹی فرسٹ جاپان کی خدمات نے مجھے ایک مرتبہ پھر جماعت سے وابستہ کر دیا۔ یہاں سے مجھے بھی متاثرین کی خدمت کا موقع ملا اور ہم نے اپنی ایک تنظیم قائم کر کے زلزلہ کے متاثرین کی خدمت شروع کی۔

موصوف نے کہا: حضور کا ایک خاص کارنامہ بین المذاہب مکالمہ کا فروغ ہے۔مذاہب کے درمیان تعلقات کو فروغ دینے کے لئے حضور انور کے مشن کو خاکسار خاص قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

گزشتہ دنوں اپنے دورہ کے آغاز پر حضور انور نے پہلی مرتبہ جاپان کی میجی شرائن کا دورہ فرمایا اور شنٹو پریسٹ میازاکی صاحب نے حضور انور کا استقبال کیا۔

مسلمانوں کے خلیفہ اور ایک بہت بڑے لیڈر کے طور پر حضور انور کے مفاہمانہ طرزِ عمل نے ہم سب کو بہت متاثر کیا ہے۔خصوصًا پیرس کے متاثرین کے لئے آپ کی طرف سے جذبہ خیر سگالی کا اظہار غیر معمولی ہے۔

جاپان دنیا کا پرامن اور منفرد حیثیت کا حامل ملک ہے جو مذہبی تنازعات سے بکلی پاک ہے۔ مجھے یقین ہے 20 نومبر کو مسجد بیت الاحد کے افتتاح سے جماعت احمدیہ کے محبت و آشتی کے پیغام کو جاپان میں پھیلانے کے لئے ایک مہمیز عطا ہوگی۔

میرا یہ خواب ہے کہ کاش حضور جاپان منتقل ہو جائیں اور یہاں سے ایک زبردست آواز کی صورت میں دنیا کو امن و محبت اور مفاہمت کا پیغام عطا فرمائیں۔

اب آخر میں حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ خاکسار اپنے گھر کے باغیچہ سے فرانس کے علاقہ Burgundy سے درآمد شدہ ایک پودا لایا ہے۔ یہ درخت Taneulsaum کہلاتا ہے ۔ خاکسار کی خواہش ہے کہ حضور انور اس reception میں اپنے دست مبارک سے گملہ میں پودا نصب فرمائیں اور بعد میں یہ پودا مسجد بیت الاحد میں محبت و آشتی کے درخت کے طور پر لگا دیا جائے۔

اس کے بعد ڈاکٹر ساتا صاحب کی درخواست پر حضور انور نے ایک خوبصورت گملہ میں رکھے ہوئے پودے میں کھاد ڈالی اور بعد ازاں اسے مسجد بیت الاحد میں نصب فرمانے کی منظوری عطا فرمائی۔

☆ اس کے بعد ایک دوست Endo Shinichi صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف تسونامی سے متاثرہ Tohoko کے علاقہ سے صرف اور صرف حضور انور کا شکریہ ادا کرنے کے لئے آئے تھے۔موصوف نے اپنے ایڈریس میں کہا:

جماعت احمدیہ کے سربراہ کی جاپان آمد پر خاکسار تہہ دل سے مشکور ہے اور آپ کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہے۔خاکسار زلزلہ اور تسونامی سے متاثرہ علاقہ Ishinomaki سے حاضر ہوا ہے۔ اور یہ بیان کرنا چاہتا ہے کہ جب زلزلہ اور تسونامی کے بعد میرے تین بچے ہلاک ہو گئے تو ان دردناک کیفیات کو میرے علاوہ کوئی نہیں محسوس کر سکتا ۔ مجھے زندگی بے مقصد معلوم ہوتی تھی۔لیکن اس وقت جماعت احمدیہ کے والنٹیئرز میرے پاس آئے اور انہوں نے جس طرح ہمیں سنبھالا اور جس انداز سے ہماری دلجوئی کی اس سے ہمیں زندہ رہنے کا حوصلہ نصیب ہوا۔ایک انسان دوسرے انسان کے اس قدر قریب آ سکتا ہے اور دوسرے کے جذبات کو اس قدر آسانی سے سمجھ سکتا ہے اس کا اندازہ مجھے ہیومنٹی فرسٹ کی خدمات سے ہوا۔

اس کرۂ ارض پر بہت سارے مسائل انسانوں کے پیدا کردہ ہیں ۔لیکن انسان ہی ہیں جو امن و محبت کے درس کے ذریعہ اسے سنوار بھی سکتے ہیں۔اگر انسان خود غرضی اور لالچ کو چھوڑ دیں اور دوسروں کی خاطر قربانی کرنا سیکھ لیں تو یہ دنیا امن و محبت کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

ایک بار پھر حضور انور کی یہاں آمد اور خاکسار کو مدعو کرنے کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بعد ازاں بارہ بجکر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔

....

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔تمام معزز مہمانانِ کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔سب سے پہلے میں اس موقع پر اپنے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے آج ہماری اس تقریب کی دعوت قبول کی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہم ایک نہایت نازک اور خطرناک دور سے گزر رہے ہیں جبکہ دنیا کے حالات تشویش کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ انتشار اور فساد نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے جو کہ دنیا کی امن و سلامتی کے لئے سخت خطرہ کا باعث ہے۔اگر مسلمان دنیا کی طرف نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سی حکومتیں اپنے ہی لوگوں کے خلاف بھیانک جنگوں میں مبتلا ہیں اور یہ خون ریزی اور بے معنی فساد ہر طرح سے ان قوموں کی ساکھ تباہ کر رہا ہے۔اور دہشتگرد اس فساد کے نتیجہ میں حکومتوں میں پیدا ہونے والے خلا کا بھرپور فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور بعض علاقوں پر قبضے کر رہے ہیں اور وہاں اپنی نام نہاد حکومت اور قانون نافذ کر رہے ہیں۔ یہ لوگ وحشیانہ رنگ میں کام کر رہے ہیں اور ایسے سفاکانہ مظالم ڈھا رہے ہیں جن کا انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔یہ لوگ صرف اپنے ممالک میں ہی نہیں بلکہ اب یورپ بھی پہنچ گئے ہیں اور ان مظالم کی حالیہ مثال پیرس میں ہونے والے حملے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر مشرقی یورپ میں روس، یوکرائن اور دیگر یورپین ممالک کے مابین دشمنی کی آگ بھڑکتی چلی جا رہی ہے۔اس کے علاوہ حال ہی میں امریکہ کے جنگی بیڑا کی جنوبی چین کے سمندر میں دخل اندازی کی وجہ سے امریکہ اور چین کے درمیان موجود تناؤ میں بھی اضافہ ہوا ہے۔پھر جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ بعض متنازعہ جزیروں پر جاپان اور چین کے مابین بھی عرصہ دراز سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔پھر پاکستان اور بھارت کے درمیان مسئلہ کشمیر بھی ایک مستقل دشمنی کی وجہ بنا ہوا ہے اور اس دشمنی میں کمی کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے۔ اسی طرح اسرائیل اور فلسطین کے درمیان کشیدگی نے بھی اس علاقہ کا امن تباہ کر دیا ہے۔افریقہ میں بھی دہشت گرد گروپ بعض علاقوں میں طاقت اور اقتدار پکڑ گئے ہیں اور بڑے پیمانہ پر تباہی و بربادی کا باعث بن رہے ہیں۔ میں نے صرف چند ایک مسائل کا ذکر کیا ہے جن کا دنیا کو اس وقت سامنا ہے اور درحقیقت اس بدامنی اور فساد کی کئی اور مثالیں بھی ہیں۔تو اس سے صرف یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ دنیا اس وقت فساد اور تباہی میں گھری ہوئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

موجودہ دور میں جنگ کا دائرہ کار گزشتہ ادوار کی نسبت کہیں زیادہ ہے۔دنیا کے کسی ایک حصہ کے تنازعات صرف اس علاقہ تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے نتائج اور اثرات بہت دور تک پھیل جاتے ہیں۔وسیع تر ذرائع ابلاغ نے دنیا کو ایک گلوبل ویلیج میں تبدیل کر دیا ہے۔ پہلے تو یہ ممکن تھا کہ جنگ صرف اُن لوگوں تک محدود رہے جو براہِ راست اس میں شامل ہیں۔لیکن اب ہر جنگ اور ہر تنازعہ کے اثرات بلاشک وشبہ ساری دنیا پر پڑتے ہیں۔ درحقیقت میں تو کئی سالوں سے خبردار کر رہا ہوں کہ دنیا کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ ایک خطے میں ہونے والی جنگ کے اثرات دیگر خطوں میں بھی ظاہر ہو سکتے ہیں بلکہ ظاہر ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ہم بیسویں صدی میں ہونے والی گزشتہ دونوں عالمی جنگوں کی تاریخ دیکھیں تو ہم سب جانتے ہیں کہ اُس وقت کے ہتھیار اپنی جدّت اور تباہ کاری میں آج کل کے مہلک اور جدید ہتھیاروں کے مقابلہ پر کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے ۔لیکن اس کے باوجود کہا جاتا ہے کہ صرف دوسری جنگِ عظیم میں ہی تقریباً ستر ملین کے قریب لوگ مارے گئے تھے اور اِن ہلاک ہونے والوں میں اکثریت عام شہریوں کی تھی۔اس لئے اب آئندہ ہونے والی ممکنہ تباہی و بربادی ناقابلِ تصور ہوگی۔ دوسری جنگِ عظیم کے وقت صرف امریکہ کے پاس جوہری ہتھیار تھے۔گو کہ وہ بھی بہت زیادہ مہلک تھے لیکن موجودہ دور کے خطرناک جوہری ہتھیاروں کے مقابل پر کچھ بھی نہیں تھے۔مزید یہ کہ اب صرف بڑی طاقتوں کے پاس نیوکلیئر بم نہیں ہیں بلکہ بہت سے چھوٹے ملکوں کے پاس بھی ہیں۔ جہاں بڑی طاقتیں شاید یہ ہتھیار بطور دفاع کے رکھے ہوئے ہیں وہاں اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ چھوٹے ملک ان ہتھیاروں کو روک کر رکھیں گے۔ہم اس بات کو معمولی خیال نہیں کر سکتے کہ وہ کبھی بھی نیوکلیئر ہتھیار استعمال نہیں کریں گے۔پس اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ دنیا اس وقت تباہی کے دہانے پر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دوسری جنگِ عظیم کے اختتام پر آپ کی قوم کو ایک اذیّت ناک اور بھیانک تباہی سے دوچار ہونا پڑا جب لاکھوں شہری نہایت سفّاکی کے ساتھ مار دیئے گئے اور آپ کے دو شہر ایٹمی حملہ کے نتیجہ میں مکمل طور پر تباہ ہو گئے جس نے انسانیت کا سر شرم سے جھکا دیا۔اس المناک سانحہ کو دیکھ کر جاپانی لوگ کبھی نہیں چاہیں گے کہ یہاں جاپان میں یا دنیا میں کہیں بھی اس قسم کا حملہ دوبارہ ہو۔آپ وہ لوگ ہیں جو نیوکلیئر ہتھیاروں کے بھیانک اور تباہ کن نتائج کو صحیح معنوں میں سمجھتے ہیں۔آپ وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ ان ہتھیاروں کے نتائج اور اثرات ایک نسل تک محدود نہیں ہوتے بلکہ ان کا اثر آنے والی نسلوں میں بھی جاری رہتا ہے۔آپ وہ لوگ ہیں جو نیوکلیئر جنگ کی فقید المثال تباہی پر گواہی دے سکتے ہیں۔ اس لئے جاپان سے زیادہ امن اور تحفظ کی اہمیت کوئی اور ملک نہیں سمجھ سکتا۔شکر ہے کہ جاپان نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور اب بہت ترقی حاصل کر چکا ہے۔پس اپنے ماضی کے تجربہ کو مدِّنظر رکھتے ہوئے جاپان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا میں امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 382

مکرم عبدالکریم حیدر صاحب

مکرم عبدالکریم حیدر صاحب آف یمن لکھتے ہیں:

میرا تعلق یمن سے ہے جہاں میری پیدائش ایک متدیّن گھرانے میں ہوئی۔مَیں نے شروع سے ہی ہرایک فرقہ کے علماء کی بات سنی اور کسی معیّن فرقے کی تعلیمات سے متأثر ہوکراس سے منسلک نہ ہوسکا۔

قبول احمدیت کے لئے تیاری

مَیں احمدیت کی طرف اپنے سفر کی مختصر داستان سے قبل ان امور کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جن کی وجہ سے مَیں ذہنی طور پر احمدیت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو چکا تھا۔

ان میں سے **پہلا امر** یہ ہے کہ میں نے واعظین اور مشائخ کو مساجد کے منابر اور ٹی وی چینلز پر سنا لیکن افسوس کہ ان کے اعمال ان کے اقوال کے منافی تھے۔اور ایسے لگتا تھا کہ یہ لوگ ہماری اس دنیا کو چھوڑ کر ایک خیالی دنیا کی باتیں کرتے ہیں۔نیز جو بات مجھے زیادہ پریشان کرتی تھی وہ ان شخصیات کا دین کو سیاسی اہداف کے حصول کے لئے استعمال کرنا تھا۔ان نام نہاد علماء ومشائخ کو اپنے ہموطنوں کی تکالیف کا کچھ بھی احساس نہ تھا کیونکہ یہ ملک کی بہتری اور ظالم حاکم کو نصیحت کرنے کی بجائے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اور چاپلوسی ومداہنت کی قابل نفرین مثال پیش کررہے تھے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ ٹی وی چینلز کی بھرمار کے اس زمانہ میں مجھے ہر فرقہ کے علماء کو سننے اور دیکھنے کا موقع ملا۔اسی طرح شیعہ اور اہل سنّت کے مابین مناظرات سننے کا بھی اتفاق ہوا اور معلوم ہوا کہ ان کا اختلاف دینی سے زیادہ سیاسی نوعیت کا ہے۔ چنانچہ مَیں ایک معروف شیخ عرعور صاحب سے بہت متاثر تھا۔اس مولوی کا شمار حکومت کے حق میں فتوے دینے والے مشائخ میں ہوتا تھا۔لیکن جب فتنہ پھیلا تو اس کے دوران ایسے مولویوں کی حق پرستی کی قلعی کھل گئی، حق کی بات کہنے والے اور اس پر عمل کرنے والے جدا جدا ہوگئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مَیں نے شیعوں کے فتاوی اور آل بیت النبیؐ کے بارہ میں ان کے ایسے ایسے مبالغات سنے جو عقل سے کوسوں دور تھے۔اور اہل سنّت کے شیعہ کے ردّ میں بھی کتب اور پروگرام دیکھے۔

ہر دو مسالک کے علماء کے اقوال اور حقیقت حال میں تضاد کی وجہ سے مَیں نے کہا کہ میں نہ شیعہ ہوں، نہ ہی سنّی بلکہ صرف مسلمان ہوں اور قرآن کریم کے احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

میں اس حالت سے کسی قدر مطمئن تھا کیونکہ میرا موقف تھا کہ لَايُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لہٰذا میں اسلامی تعلیمات پر عمل کی پوری کوشش کرتا تھا لیکن ہمیشہ یہی دعا کرتا تھا کہ اے خدا! تُو مجھے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے دے اور ضلالت وانحراف کے راستہ سے محفوظ رکھ۔

چوتھی بات یہ تھی کہ جب میں نے انٹرنیٹ استعمال کرنا شروع کیا تو عیسائی ویب سائٹس کو دیکھا اور توریت وانجیل کا مطالعہ کیا۔میرا مقصد ان وجوہات کی تلاش تھی جن کی بناء پر عیسائی گمراہی کا شکار ہو گئے۔پھر مَیں نے عیسائیوں کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کر دیا۔عجیب بات یہ ہے کہ میرا موقف اُس وقت سے یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور بشر ہیں اور وہ وفات پا چکے ہیں اور میں اس کی دلیلیں دیتا تھا، جبکہ عیسائی مجھے احادیث کی طرف کھینچتے تھے۔ اتفاق سے مجھے میرے اپنے محلے میں ہی ایک عیسائی مل گیا جس کے ساتھ بحث مباحثہ کے بعد عیسائیت کے بارہ میں میں اس نتیجہ کے قریب قریب جا پہنچا تھا جو جماعت احمدیہ کا موقف ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ جب عرب سپرنگ کے نام پر ہمارے ملک میں فتنے شروع ہوئے تو میں مظاہروں کے لئے نکلنے والوں کو تعجب کی نظر سے دیکھتا تھا کہ وہ باوجود کرفیو اور حکومتی دھمکیوں کے نماز جمعہ اور مظاہرے کے لئے کیونکر اکٹھے ہوگئے تھے۔انسانوں کے اس سمندر کو دیکھ کر میرے دل میں اکثر یہ بات آتی تھی کہ انسانوں کا یہ سمندر فرعون صفت ظالم حکمرانوں کو غرق کر دے گا۔اس وقت علماء اور مشائخ انصاف اور عدل کا موقف اختیار کرنے کی بجائے دو حصوں میں بٹ گئے۔ایک حصہ ظالم حکمرانوں کے حق میں ہوگیا تو دوسرا مظاہرین کے جملہ تصرفات کی تائید کرنے لگ گیا۔اس وقت مجھے علماء کی حدیث میں مذکور وہ حالت اپنی آنکھوں کے سامنے عیاں نظر آئی جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے، ان سے ہی فتنہ نکلے گا اور انہی میں ہی واپس لوٹ جائے گا۔

چھٹی بات یہ تھی کہ مَیں نے اہل قرآن کے ساتھ گفتگو کی اور ان کے ایک عالم سامر اسلامبولی سے بہت کچھ سیکھا لیکن جب میرا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا اور میں نے جماعت کی عربی ویب سائٹ پر موجود مواد کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ سامر اسلامبولی کی اکثر آراء جماعت کی عربی ویب سائٹ سے ماخوذ تھیں۔

ان وجوہات کی بناء پر مَیں ذہنی اور قلبی طور پر احمدیت کو قبول کرنے کے لئے تیار تھا۔

جماعت سے تعارف

ان امور کے ذکر کے بعد میں مختصرًا اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔میری عادت تھی کہ میں مختلف نیوز چینلز کو بہت اہتمام کے ساتھ دیکھتا تھا اور ان کے علاوہ دیگر چینلز کو سوائے کسی خاص پروگرام کے بہت کم ہی دیکھا کرتا تھا۔ایک روز مَیں ایک پروگرام دیکھ رہا تھا کہ اچانک میرے کمرے کا ریسیور خراب ہوگیا۔اگلے روز میں بچوں کے کمرے میں بیٹھ کر بعض نیوز چینلز دیکھنے لگ گیا۔ اسی دوران ایم ٹی اے بھی نظر سے گزرا۔اس وقت اس پر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تصویر آرہی تھی۔میں نے جلد بازی میں غلطی کے احتمال کے پیش نظر کسی قسم کے تبصرہ سے گریز کرتے ہوئے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ یہ چینل کب سے تم نے اپنی چینلز کی لسٹ میں محفوظ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دراصل میں نے مختلف چینلز کا ایک مجموعہ محفوظ کیا تھا لیکن جب ان کو دیکھنے لگی تو ان میں سے کوئی بھی دیکھنے کے قابل نہ تھا۔لہٰذا میں نے ایک ایک کرکے سب کو حذف کردیا لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی یہ چینل باقی رہ گیا، تاہم میں نے اسے کبھی دیکھا نہیں، اور شاید آپ اس گھر میں پہلے فرد ہیں جو اس چینل کو دیکھ رہے ہیں۔

بیعت

مَیں نے اپنے کمرے کا ریسیور ٹھیک کروایا اور اس پر ایم ٹی اے تلاش کر کے محفوظ کرلیا اور پھر اس کے پروگرام دیکھنے لگا۔میں ان پروگرامز میں اس قدر منہمک ہوا کہ میری سالہاسال کی نیوز چینلز دیکھنے کی عادت بدل گئی کیونکہ کئی روز تک دن رات میری آنکھوں کا محور ایم ٹی اے تھا۔پھر ایم ٹی اے سے مجھے عربی ویب سائٹ کا پتہ چلا۔ میں نے اسے کھولا تو اس کا سحر اس قدر چھایا کہ میں اس کے علاوہ سب کچھ بھول گیا۔بالآخر میں نے مطمئن ہوکر بیعت کا خط لکھ دیا جس کی قبولیت کا جواب مجھے 15 فروری 2012ء کو مل گیا۔اس کے بعد میرا رابطہ لوکل جماعت سے بھی ہوگیا۔الحمدللہ۔

☆☆☆☆☆

مکرم ودیع عبداللہ سرحان صاحب

مکرم ودیع عبداللہ سرحان صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق یمن سے ہے جہاں میری پیدائش 1972ء میں ہوئی اور مجھے بفضلہ تعالیٰ 2010ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔میری بیعت کا بہت معمولی اور سادہ سا واقعہ کچھ یوں ہے:

میری دینی تعلیم کوئی خاص نہ تھی کیونکہ میں نہ تو امام مہدی کے ظہور کے بارہ میں کچھ جانتا تھا، نہ ہی مجھے آخری زمانے کی دیگر علامات کی کچھ خبر تھی۔آخری زمانے کی خبروں کے بارہ میں میرا علم بہت ہی محدود تھا اور وہ بھی سنی سنائی باتیں تھیں۔اس کے بارہ میں مَیں نے کسی کتاب سے کچھ نہ پڑھا تھا۔

نئے اسلامی فلسفہ کی ضرورت

90ء کی دہائی کے شروع میں میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ آخری زمانے میں دجال آئے گا اور جنت و دوزخ اپنے ہاتھ میں لئے پھرے گا، وہ لوگوں کو دھوکہ دے گا۔ایسے میں مسیح نازل ہوں گے اور وہ دجال کو قتل کردیں گے۔پھر امام مہدی آئے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرے گا اور اسلام دنیا پر غالب آجائے گا۔

مَیں ان امور کے بارہ میں سوچتا اور مسلمانوں کی حالت کو دیکھتا تو دونوں کے مابین کوئی تعلق قائم نہ کرسکتا تھا۔مسلمانوں کی حالت، اسلامی تعلیمات پر ان کا عمل اور ان تعلیمات کو دنیا میں پیش کرکے تبلیغ کرنے کا انداز ایسا تھا جس سے اسلام کے غلبہ کے بارہ میں کسی امید کو قائم کرنا بہت مشکل نظر آتا تھا۔پچھلی صدی کے اواخر کی بات ہے کہ ایک روز میں اس موضوع کے بارہ میں سوچ رہا تھا کہ اچانک غیر ارادی طور پر میری زبان پر یہ جملہ جاری ہوگیا: ’’دنیا کو نئے فلسفہ کی ضرورت ہے، بلکہ دنیا کو ایک نئے اسلامی فلسفہ کی ضرورت ہے۔‘‘ مجھے اس کی کوئی سمجھ نہ آئی۔ مَیں بچپن سے ہی عزلت کی زندگی پسند کرتا تھا اور اکثر اکیلے بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے کی عادت تھی۔اگر کہیں مجھے کسی مجلس میں بیٹھنا بھی پڑتا تو میں وہاں چُپ چاپ بیٹھا رہتا اور بغیر کسی سے بات کئے دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتا۔نہ کبھی کوئی تحقیق کی، نہ ہی کسی نئی جماعت اور نئی سوچ میں دلچسپی لی تھی جس کی بناء پر میرے ذہن میں نئے فلسفہ کا خیال آتا۔یہ محض کوئی تصرف الٰہی تھا۔

جماعت سے تعارف

2006ء تک مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام تک نہ سنا تھا، نہ ہی کبھی کسی ذریعہ سے جماعت احمدیہ کا ذکر میرے کانوں تک پہنچا۔ 2007ء میں ایک روز جبکہ مَیں بعض چینلز کی تلاش کر رہا تھا کہ اچانک میرا تعارف ایم ٹی اے العربیہ سے ہوگیا۔اس پر اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک قصیدہ پڑھا جارہا تھا۔چنانچہ ایم ٹی اے سے جو پہلی آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی وہ حضور علیہ السلام کے قصیدہ کے یہ کلمات تھے:

يَـا أَيُّهَـا الـنَّـاسُ اُتْرُكُـوْا طُرُقَ الْإِبَـآءِ

كُـوْنُـوْا لِـوَجْـهِ اللّٰـهِ مِنْ أَعْوَانِيْ

ترجمہ: اے لوگو! سرکشی کی راہوں کو چھوڑ دو اور خالصتًا للہ میرے انصار میں سے بن جاؤ۔

آپ حیران ہوں گے کہ کسی کے بارہ میں محض ایک جملہ سننے پر فیصلہ کیونکر ہوسکتا ہے۔لیکن کیا کہوں کہ یہی حق ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان کلمات نے میرے دل پر گہری چوٹ لگائی۔یہ سنتے ہی میرے دل سے صدائیں بلند ہونے لگیں کہ خدا کا واسطہ دے کر اپنے طرف بلانے والا یہ شخص ضرور سچا ہے۔

دل سے اٹھنے والی صدا

تھوڑی سی تحقیق کے بعد مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ شخص کون ہے اور اس کا دعویٰ کیا ہے۔اس کے بعد مَیں جب بھی ٹی وی پر حضور علیہ السلام کی تصویر دیکھتا یا آپ کے کلام سے کوئی اقتباس یا آپ کے قصائد میں سے کوئی شعر میرے کانوں میں پڑتا تو میری آنکھیں آنسو برسانے لگتیں اور ان سے قبل میرا دل بھی رونے لگتا۔بار بار مجھے حضور علیہ السلام کی نداء یاد آتی کہ: كُـوْنُـوْا لِـوَجْـهِ اللّٰـهِ مِنْ أَعْوَانِيْ اور دل سے یہی صدا اٹھتی کہ اے مسیح الزماں! میں آپ کے انصار واعوان میں شامل ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

بیعت

گو مجھے شروطِ بیعت اور بیعت وغیرہ کے بارہ میں علم نہ تھا تاہم مَیں پہلے دن سے ہی اس طرح کے روحانی تعلق کے لئے تیار تھا۔اس کے بعد یوں ہوا کہ ایم ٹی اے کی نشریات نائل سات پر بند ہوگئیں اور 2010ء میں مجھے یہ چینل دوبارہ مل گیا اور اس کے پروگرامز دیکھنے کے بعد مجھے بیعت کی اہمیت اور اس کی ضرورت کا احساس ہوا۔میں نے رابطہ کیا تو جرمنی سے میرے ایک ہموطن احمدی نے مجھے فون کیا اور یمن میں احمدی احباب سے ملا دیا جن کی مدد سے مَیں نے بیعت ارسال کردی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اس نے امام الزماں کو پہچاننے اور اس کی بیعت کرنے کی توفیق دی۔یہ سراسر اس کا فضل واحسان اور نعمت وکرم ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے اور امام الزمان کی دعوت وتبلیغ کو اپنے ہموطنوں میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

(باقی آئندہ)

متفرق مسائل نماز

بیان فرمودہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

ماخوذ از کتاب 'فقہ المسیح' مرتبہ: انتصار احمد نذر۔ (صدر شعبہ فقہ جامعہ احمدیہ ربوہ)

نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنا

حضرت مفتی محمد صادق ؓ صاحب تحریر کرتے ہیں:

ہندوستان میں عمومًا مسلمانوں کا یہ خیال ہے کہ نماز کے اندر تکبیر اولیٰ کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل سوائے مسنون دعاؤں کے جو عربی زبان میں پڑھی جاتی ہیں اور کوئی دعا اپنی زبان اُردو یا فارسی یا انگریزی وغیرہ میں کرنا جائز نہیں ہے اور عمومًا لوگوں کی عادت ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد پھر ہاتھ اُٹھا کر اپنی زبان میں دُعائیں کرتے ہیں اور اپنے دلی جذبات اور خواہشات کا اظہار کرتے ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا فرمایا:

''نماز کے اندر سجدہ یا رکوع کے بعد کھڑے ہو کر یا کسی دوسرے موقعہ پر مسنون دعا کہنے کے بعد اپنی زبان میں دعا مانگنا جائز ہے کیونکہ اپنی زبان میں ہی انسان اچھی طرح اپنے جذبات اور دِلی جوش کا اظہار کر سکتا ہے۔'' کسی نے عرض کی کہ مولوی لوگ تو کہتے ہیں کہ نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ فرمایا ''اُن کی نماز تو پہلے ہی ٹوٹی ہوئی ہے کیونکہ وہ سمجھتے نہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ دعا خواہ کسی زبان میں کی جائے۔ اِس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔''

فرمایا: ''جو لوگ نماز عربی میں جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں۔ اس کے مطلب کو نہیں سمجھتے اور نہ انہیں کچھ ذوق اور شوق پیدا ہوتا ہے اور سلام پھیرنے کے بعد لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ اُن کی مثال اُس شخص کی ہے جو بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا۔ اور تخت کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی عرضی پیش کی جو کسی سے لکھوالی تھی اور بغیر سمجھنے کے طوطے کی طرح اُسے پڑھ کر سلام کر کے چلا آیا اور دربار سے باہر آ کر شاہی محل کے باہر کھڑے ہو کر پھر کہنے لگا کہ میری یہ عرض بھی ہے اور وہ عرض بھی ہے۔ اُسے چاہیے تھا کہ عین حضوری کے وقت اپنی تمام عرضیں پیش کرتا۔'' فرمایا: ''ایسے لوگوں کی مثال جو نماز میں دعا نہیں کرتے اور نماز کے خاتمہ کے بعد لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ اُس شخص کی طرح ہے جس نے اکّے کی چوٹی کو اُلٹا کر زمین پر رکھا اور پیّے اُوپر کی طرف ہو گئے اور پھر گھوڑے کو چلایا کہ اُس اِکّے کو کھینچے۔''

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 197، 198)

نماز میں اپنی زبان میں دعا کرنا جائز ہے

فرمایا: یہ ضروری بات نہیں ہے کہ دعائیں عربی زبان میں کی جاویں، چونکہ اصل غرض نماز کی تضرع اور ابتہال ہے، اس لئے چاہیے کہ اپنی مادری زبان میں ہی کرے۔ انسان کو اپنی مادری زبان سے ایک خاص اُنس ہوتا ہے اور پھر وہ اس پر قادر ہوتا ہے۔ دُوسری زبان سے خواہ اس میں کس قدر بھی دخل ہو اور مہارتِ کامل ہو، ایک قسم کی اجنبیّت باقی رہتی ہے۔ اس لئے چاہیے کہ اپنی مادری زبان ہی میں دُعائیں مانگے۔ (الحکم 24 دسمبر 1900ء صفحہ 2)

ایک اور موقعہ پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

سب زبانیں خدا نے بنائی ہیں۔ چاہیے کہ اپنی زبان میں جس کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ نماز کے اندر دعائیں مانگے، کیونکہ اُس کا اثر دل پر پڑتا ہے تا کہ عاجزی اور خشوع پیدا ہو۔ کلامِ الٰہی کو ضرور عربی میں پڑھو اور اس کے معنی یاد رکھو اور دُعا بے شک اپنی زبان میں مانگو۔ جو لوگ نماز کو جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور پیچھے لمبی دُعائیں کرتے ہیں وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں۔ دعا کا وقت نماز ہے۔ نماز میں بہت دعائیں مانگو۔ (الحکم 24 مئی 1901ء صفحہ 9)

نماز میں مسنون دعاؤں کے علاوہ اپنی زبان میں بھی دعا کرو

فرمایا: نماز کے اندر اپنی زبان میں دعا مانگنی چاہیے کیونکہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے پورا جوش پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ فاتحہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ وہ اسی طرح عربی زبان میں پڑھنا چاہئے اور قرآن شریف کا حصہ جو اس کے بعد پڑھا جاتا ہے وہ بھی عربی زبان میں ہی پڑھنا چاہئے۔ اور اس کے بعد مقررہ دعائیں اور تسبیح بھی اسی طرح عربی زبان میں پڑھنی چاہئیں۔ لیکن ان سب کا ترجمہ سیکھ لینا چاہئے اور ان کے علاوہ پھر اپنی زبان میں دعائیں مانگنی چاہئیں تا کہ حضور دل پیدا ہو جائے کیونکہ جس نماز میں حضورِ دل نہیں وہ نماز نہیں۔ آج کل لوگوں کی عادت ہے کہ نماز تو ٹھونگی دار پڑھ لیتے ہیں جلدی جلدی نماز کو ادا کر لیتے ہیں جیسا کہ کوئی بیگار ہوتی ہے، پھر پیچھے سے لمبی لمبی دعائیں مانگنا شروع کرتے ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ حدیث شریف میں کسی جگہ اس کا ذکر نہیں آیا کہ نماز سے سلام پھیرنے کے بعد پھر دُعا کی جائے۔ نادان لوگ نماز کو ٹیکس جانتے ہیں اور دُعا کو اس سے علیحدہ کرتے ہیں۔ نماز خود دُعا ہے۔ دین و دنیا کی تمام مشکلات کے واسطے اور ہر ایک مصیبت کے وقت انسان کو نماز کے اندر دعائیں مانگنی چاہئیں۔ نماز کے اندر ہر موقع پر دُعا کی جا سکتی ہے۔ رکوع میں بعد تسبیح۔ سجدہ میں بعد تسبیح۔ التحیات کے بعد کھڑے ہو کر۔ رکوع کے بعد بہت دعائیں کرو تا کہ مالا مال ہو جاؤ۔ چاہیے کہ دعا کے وقت آستانہ الوہیت پر رُوح پانی کی طرح بہہ جائے۔ ایسی دُعا دل کو پاک وصاف کر دیتی ہے۔ یہ دُعا میسر آوے، تو پھر خواہ انسان چار پہر دُعا میں کھڑا رہے گناہوں کی گرفتاری سے بچنے کے واسطے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعائیں مانگنی چاہئیں۔ دعا ایک علاج ہے جس سے گناہ کی زہر دور ہو جاتی ہے۔ بعض نادان لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنی زبان میں دعا مانگنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔ ایسے لوگوں کی نماز تو خود ہی ٹوٹی ہوئی ہے۔

(ذکرِ حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب صفحہ 202، 203)

......ایک اور موقعہ پر سوال ہوا کہ نماز کے بعد دُعا کرنی یہ سُنّتِ اسلام آئی ہے یا نہیں؟

فرمایا: ہم انکار نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی ہو گی مگر ساری نماز دعا ہی ہے اور آج کل دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نماز کو جلدی جلدی ادا کر کے گلے سے اُتارتے ہیں۔ پھر دُعاؤں میں اس کے بعد اس قدر خشوع و خضوع کرتے ہیں کہ جس کی حد نہیں اور اتنی دیر تک دُعا مانگتے رہتے ہیں کہ مسافر دو میل تک نکل جاوے۔ بعض لوگ اس سے تنگ بھی آ جاتے ہیں تو یہ بات معیوب ہے۔ خشوع خضوع اصل جزو تو نماز کی ہے۔ وہ اس میں نہیں کیا جاتا اور نہ اس میں دُعا مانگتے ہیں۔ اس طرح سے وہ لوگ نماز کو منسوخ کرتے ہیں۔ انسان نماز کے اندر ہی ماثورہ دعاؤں کے بعد اپنی زبان میں دُعا مانگ سکتا ہے۔

(البدر کیم مئی 1903ء صفحہ 114)

نماز جنازہ حاضر و غائب

......مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 18/ اکتوبر 2015ء بروز اتوار حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی میں **مکرم ڈاکٹر عبدالغنی قیصر صاحب جماعت Mannheim** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 13 اکتوبر 2015ء کو انتڑیوں کے کینسر کی بیماری کے نتیجہ میں 57 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم 1989 میں اپنی اہلیہ کے ساتھ جرمنی آئے تھے۔ پاکستان میں بطور ڈاکٹر کبھی امیر اور غریب مریضوں میں امتیاز نہیں کیا بلکہ بسا اوقات غریب مریضوں کا علاج مفت کیا کرتے تھے۔ مرحوم نے اپنی بیماری کا عرصہ نہایت صبر کے ساتھ گزارا اور اس دوران بھی اپنی پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد بھی ادا کیا کرتے تھے۔ مرحوم کا خلافت کے ساتھ پیار اور اخلاص کا تعلق تھا۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں بعمر 22 اور 20 سال شامل ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم محمد ناصر صاحب (معلم سلسلہ احمد آباد۔ صوبہ گجرات۔ انڈیا) آپ 5 اکتوبر 2015ء حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے 39 سال کی عمر میں گورنمنٹ ہسپتال احمد آباد میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق جماعت احمدیہ کرڈا پلی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ سے تھا۔ آپ نے اگست 2001ء میں زندگی وقف کی اور جامعۃ المبشرین قادیان میں داخلہ لیا اور 2004ء میں معلم کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد صوبہ گجرات کی مختلف جماعتوں میں گیارہ سال تک خدمت بجا لاتے رہے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، نہایت فرمانبردار اور دل لگا کر سلسلہ کی خدمت کرنے والے نوجوان تھے۔ جب بھی کوئی کام سپرد کیا جاتا فوری اس کی تعمیل کرتے تھے اور باوجود علیل ہونے کے کبھی بھی کسی خدمت سے منہ نہیں موڑا۔ سادہ مزاج، دوسروں کی عزت کا خیال رکھنے والے باوقار معلم تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ضعیف والدہ کے علاوہ اہلیہ اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ بڑے بیٹے کی عمر دس سال ہے اور وہ تحریک وقف نو میں شامل ہے۔

(2) مکرم شیخ سعید احمد صاحب آف تخت ہزارہ حال جماعت ہاناؤ جرمنی۔ آپ 27 ستمبر 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم حضرت شیخ پیر محمد صاحب صحابی آف تخت ہزارہ کے پوتے اور شیخ محمد رفیق صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ تخت ہزارہ کے بیٹے تھے۔ خلافت کی اطاعت اور وفاداری آپ کا شعار تھا۔ آپ واقفین زندگی مربیان اور جماعتی کارکنان کی بہت عزت کرتے اور ان کی مہمان نوازی میں راحت اور خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ نماز باجماعت کے ساتھ خاص محبت تھی اور اپنے اہل وعیال کو بڑی تاکید اور تسلسل سے اس کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ رشتہ داروں سے ہمیشہ حسن سلوک کرتے، بڑے غریب پرور اور مالی لین دین میں بہت صاف تھے۔ خودنمائی سے پرہیز کرنے والے اور بڑے منکسر المزاج نیک انسان تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم منیر احمد منور صاحب اور ایک پوتا مکرم احمد کمال صاحب واقف زندگی ہیں اور مربیان سلسلہ کے طور پر خدمت بجا لا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

......مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 21/ اکتوبر 2015ء بروز بدھ نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ (اہلیہ مکرم ناصر احمد صاحب مرحوم۔ یوکے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 17/ اکتوبر 2015 کو 85 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت احمد دین صاحب رضی اللہ عنہ اور پڑدادا حضرت حاجی رحیم بخش صاحب رضی اللہ عنہ دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ پابند صوم وصلوۃ، تہجد گزار، دعا گو، بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بہت عقیدت اور وفا کا تعلق تھا۔ میاں کی بینائی ختم ہو جانے کے بعد آپ نے 34 سال کا عرصہ ان کی خدمت کرتے ہوئے بڑے صبر کے ساتھ گزارا۔ آپ کو حج کی سعادت بھی ملی۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم طاہر احمد صاحب لمبے عرصہ سے MTA میں خدمت بجا لا رہے ہیں۔ آپ کے باقی بچے بھی مختلف رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم خالد محمود بسراء صاحب (واپڈا ٹاؤن۔ لاہور) 25/ اگست 2015ء کو 62 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت غلام رسول بسراء صاحب ؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ 2007ء سے تا دم وفات صدر حلقہ واپڈا ٹاؤن لاہور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ بہت خوش اخلاق، ہمہ وقت خدمت پر کمربستہ رہنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے بڑے بیٹے مکرم اسعد خالد بسراء صاحب اب صدر حلقہ واپڈا ٹاؤن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم منور احمد اختر وڑائچ صاحب (ابن مکرم چوہدری حاتم علی مجاہد صاحب مرحوم۔ کینیڈا) 12/ اکتوبر 2015ء کو 61 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ اپنی لوکل جماعت میں نائب صدر کی حیثیت سے خدمت بجا لا رہے تھے۔ قبل ازیں آپ کو شعبہ امور عامہ میں بھی خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ دعوت الی اللہ کا خاص جوش اور جذبہ رکھتے تھے۔ آپ کو کینیڈا میں 15 بیعتیں کروانے کی سعادت بھی ملی۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ حضور انور کے خطبات جمعہ کو بڑی باقاعدگی سے خود بھی سنتے اور اپنے بچوں کو بھی سنواتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم طاہر احمد صاحب اس وقت صدر مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

خطبہ جمعہ

مخالفین احمدیت یا نام نہاد علماء حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کی جماعت پر سب سے بڑا الزام جو مسلمانوں کے جذبات بھڑکانے اور انہیں انگیخت کرنے کے لئے لگاتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں اور یہ کہ نعوذ باللہ آپؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض ایسے الفاظ کہے ہیں جن سے آپؐ کی ہتک ہوتی ہے۔

سعید فطرت لوگوں نے جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں، جماعت کا لٹریچر پڑھایا، آپ کے ارشادات سنے انہیں فوری طور پر یہ بات سمجھ آ گئی کہ ان نام نہاد اور فتنہ گر علماء نے صرف فتنہ پیدا کرنے کے لئے یہ الزامات لگائے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی تصنیف سے لے کر آخری تصنیف تک متعدد کتب میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ وارفع شان اور بلند مقام سے متعلق غیر معمولی جذب و تاثیر رکھنے والی پُر معارف تحریرات کا انتخاب

اللہ تعالیٰ ان مفاد پرستوں کے چنگل سے اُمّت مسلمہ کو بچائے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہوں اور یہی ایک طریقہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جو اُمّتِ مسلمہ کی ساکھ کو دوبارہ قائم کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتب وارشادات پڑھنے اور انہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں اپنے تک پہنچنے کا صحیح ادراک بھی عطا فرمائے اور توفیق بھی عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 18 ردسمبر 2015ء بمطابق 18 رفتح 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا اُس وقت سے لے کر آج تک مخالفین احمدیت یا نام نہاد علماء آپ پر بہت سے اعتراضات کرتے چلے آ رہے ہیں اور الزامات لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ بہرحال یہ تو ان کی عادت ہے کرتے رہیں گے اور اس وجہ سے عامّۃ المسلمین کو گمراہ کر رہے ہیں یا گمراہ کرنے کی کوشش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور سب سے بڑا الزام جو یہ لوگ مسلمانوں کے جذبات بھڑکانے اور انہیں انگیخت کرنے کے لئے لگاتے ہیں یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آپ کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان علماء کی اپنے مقاصد کے حاصل کرنے کے لئے جھوٹ اور ظلم کی یہ انتہا ہے کہ یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بعض ایسے الفاظ کہے ہیں جن سے آپؐ کی ہتک ہوتی ہے۔ اور یہی الزام یہ لوگ آج جہاں جہاں ان کو موقع ملتا ہے جہاں ان کی طاقت ہے افرادِ جماعت احمدیہ پر بھی لگاتے ہیں کہ احمدی نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا سمجھتے ہیں۔ جن سعید فطرت لوگوں نے جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھیں، جماعت کا لٹریچر پڑھا یا آپ کے ارشادات سنے انہیں فوری طور پر یہ بات سمجھ آ گئی کہ ان نام نہاد اور فتنہ گر علماء نے صرف فتنہ پیدا کرنے کے لئے یہ الزامات لگائے ہیں، یہ باتیں کی ہیں۔

اِس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض حوالے پیش کروں گا جو آپ کی مختلف کتب میں موجود ہیں۔ اس وقت نہ ہی اس حوالے سے کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کیا سمجھا آپ کے سب اقتباسات پیش کئے جا سکتے ہیں، نہ ہی آپ کی تمام کتب کے حوالے بیان کئے جا سکتے ہیں۔ تاہم اس وقت مَیں اُس وقت سے کہ جب آپ نے براہین احمدیہ تصنیف فرمائی اور اپنی وفات کے وقت تک یا اس سے کچھ پہلے جو آپ نے آخری کتاب تصنیف فرمائی اس کے حوالے پیش کروں گا جن میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے متعلق بیان فرمایا۔ براہین احمدیہ کے ہر چار حصے 1880ء سے لے کر 1884ء تک آپ نے تصنیف فرمائے جو روحانی خزائن کی جلد نمبر ایک میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پا کر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 557-558 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

یعنی اس بات پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قرآن شریف کی عظمت پر یقین قائم ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔

پھر براہین احمدیہ میں ہی آپ فرماتے ہیں: ’’اور یہ عاجز بھی اس جلیل الشان نبی کے احقر خادمین میں سے ہے کہ جو سید الرسل اور سب رسولوں کا سرتاج ہے‘‘۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 594 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

پھر 1886ء میں اپنی تصنیف سرمہ چشمِ آریہ میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

’’غرض وحی الٰہی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں خدائے تعالیٰ کی صفات کمالیہ کا چہرہ حسب صفائی باطن نبی منزل علیہ کے نظر آتا ہے‘‘۔ (یعنی جو دل کی صفائی ہے، انبیاء کی جو بھی اندرونی حالت ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات ظاہر ہوتی ہیں۔ اور جس نبی پر یہ اترتا ہے ہر ایک کے رتبہ کے مطابق نظر آتا ہے۔ فرمایا کہ) ’’اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی وانشراح صدری و عصمت و حیا و صدق

وصفا وتوکل و وفا اور عشق الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطر کمالات خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا (سب سے حصہ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا) اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اولین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفات الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو''۔ (سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد2 صفحہ 71 حاشیہ)

پھر 1891ء میں اپنی تصنیف توضیح مرام میں وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

'' اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے (یعنی وحی الٰہی کی اعلیٰ درجہ کی تجلّی کی جو کیفیت ہے وہ ایک ہی انسان کو ملی ہے) جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعدادت بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے (جتنی بھی انسانی طاقتیں تھیں، استعدادیں تھی وہ کمال کو پہنچی ہیں) اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے جو بھی انسانی پیدائش کی ہے اس کی جو انتہا ہے اگر لکیر کھینچی جائے تو اس کا آخری سرا ہے) جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ (جو انتہائی اونچے مقام پر پہنچا ہوا ہے۔ فرمایا کہ) حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلی درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالات تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا'' فرمایا کہ '' یہ وہ مقام عالی ہے کہ مَیں (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) اور مسیح (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے''۔

(توضیح مرام۔ روحانی خزائن جلد3 صفحہ 64)

پھر 93-1892ء کی تصنیف 'آئینہ کمالات اسلام' ہے جو روحانی خزائن کی جلد پانچ میں ہے۔ اس کے دو حصّے ہیں۔ اردو اور عربی حصہ ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

'' وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو) اور پھر انسان کامل برطبق آیت (یعنی اس آیت کے مطابق کہ) اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء: 59) اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے۔'' (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ امانتیں اس کے اہل کو ادا کرو اور سب سے زیادہ ذمہ داریاں جو اللہ تعالیٰ خود ہی امانتیں دیتا ہے اور ان امانتوں کی ادائیگی کا سب سے زیادہ حق اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اس کے حق، حقوق اللہ ادا کئے جائیں۔ اور یہ امانتیں جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر کے اس کو ادا کی گئیں، واپس کی گئیں اس میں سب سے بڑا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ فرمایا کہ اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے) ''یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے''۔ (اللہ تعالیٰ کو یہ امانتیں واپس دینا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میں فانی ہو کر، اس میں فنا ہو کر اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے کام کے لئے وقف کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے پھیلانے کے لئے دین کی اشاعت کے لئے اس کی عبادت کے لئے اور اس کے حکم کے مطابق حقوق اللہ کی ادائیگی کے لئے وقف کر دے۔ فرمایا) '' جیسا کہ ہم مضمون حقیقت اسلام میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (الانعام:163-164) وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔ وَلَا تَتَّبِعُوْا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ۔ ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔ (الانعام:154) قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۔وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (آل عمران:32) فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْھِیَ لِلّٰہِ (آل عمران:21)۔ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (المومن:67)''

حضرت مسیح موعود ان آیات کی جو مختلف سورتوں کی ہیں وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ سارا ترجمہ آپ نے نہیں کیا۔ کچھ تھوڑا سا ترجمہ فرمایا ہے) ''یعنی ان کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری پرستش میں جدوجہد اور میری قربانیاں اور میرا زندہ رہنا اور میرا مرنا سب خدا کے لئے اور اس کی راہ میں ہے۔ وہی خدا جو تمام عالموں کا ربّ ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں اوّل المسلمین ہوں یعنی دنیا کی ابتدا سے اس کے اخیر تک میرے جیسا اور کوئی کامل انسان نہیں جو ایسا اعلیٰ درجہ کا فنا فی اللہ ہو۔'' (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔) (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد5 صفحہ 160-162)

پھر 1894ء میں اپنی تصنیف 'نور الحق حصہ اول' میں آپ فرماتے ہیں۔ یہ روحانی خزائن کی جلد 8 ہے۔ عربی کی یہ عبارت ہے کہ:

''طُوْبٰی لِلَّذِیْ قَامَ لِاِعْلَآءِ کَلِمَۃِ الدِّیْنِ وَنَھَضَ یَسْتَقْرِی طُرُقَ مَرْضَاۃِ اللّٰہِ النَّصِیْرِ الْمُعِیْنِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ رُسُلِہٖ۔ مبارک وہ جو دین کی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا اور ربّانی رضامندی کی راہوں کو ڈھونڈھتا ہوا اٹھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور درود اور سلام اس کے نبیوں کے سردار پر۔ (نور الحق۔ الحصۃ الاولیٰ روحانی خزائن جلد8 صفحہ 2)

پھر روحانی خزائن کی جلد 8 میں ہی 'اتمام الحجۃ' ہے۔ یہ بھی 1894ء کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

'' وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحيٰ اور ذکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔'' (اتمام الحجۃ۔ روحانی خزائن جلد8 صفحہ 308)

پھر 1895ء کی اپنی تصنیف آریہ دھرم میں آپ فرماتے ہیں:

'' ہمارے مذہبی مخالف (یعنی اسلام کے مخالف) صرف بے اصل روایات اور بے بنیاد قصوں پر بھروسہ کر کے جو ہماری کتب مسلّمہ اور مقبولہ کی رُو سے ہرگز ثابت نہیں ہیں بلکہ منافقوں کے مفتریات ہیں (منافقوں کے جھوٹ ہیں) ہمارا دل دکھاتے ہیں اور ایسی باتوں سے ہمارے سید و مولی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں اور گالیوں تک نوبت پہنچاتے ہیں جن کا ہماری معتبر کتابوں میں نام و نشان نہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے دل دکھانے کا اور کیا موجب ہوگا کہ چند بے بنیاد افتراؤں کو پیش کر کے ہمارے اس سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر (نعوذ باللہ) زنا اور بدکاری کا الزام لگانا چاہتے ہیں جس کو ہم اپنی پوری تحقیق کی رو سے سید المعصومین اور ان تمام پاکوں کا سردار سمجھتے ہیں جو عورت کے پیٹ سے نکلے اور اس کو خاتم الانبیاء جانتے ہیں کیونکہ اس پر تمام نبوتیں اور تمام پاکیزگیاں اور تمام کمالات ختم ہو گئے۔''

(آریہ دھرم۔ روحانی خزائن جلد10 صفحہ 84)

پھر 1897ء کی آپ کی تصنیف ہے 'سراج منیر'۔ اس میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

'' ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبیؐ اور زندہ نبیؐ اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبیؐ صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مُرسَلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی''۔ (سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد12 صفحہ 82)

پھر 1898ء کی آپ کی تصنیف ہے 'کتاب البریۃ'۔ اس میں آپ ایک جگہ فرماتے ہیں:

'' ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شمار کے رو سے قریب تین ہزار کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی امّت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی بھی نہیں گذری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آئے ہوں۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس عاجز کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ یہ نشان دکھلا رہا ہے۔ ان تمام نشانوں سے جن کا سلسلہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوتا۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا سب سے بڑا نبی اور سب سے زیادہ پیارا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ دوسرے نبیوں کی اُمّتیں ایک تاریکی میں پڑی ہوئی ہیں اور صرف گذشتہ قصے اور کہانیاں ان کے پاس ہیں مگر یہ اُمّت ہمیشہ خدا تعالیٰ سے تازہ بتازہ نشان پاتی ہے۔ لہٰذا اس اُمّت میں اکثر عارف ایسے پائے جاتے ہیں کہ جو خدا تعالیٰ پر اس درجہ کا یقین رکھتے ہیں کہ گویا اس کو دیکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کو خدا تعالیٰ کی نسبت یہ یقین نصیب نہیں۔ لہٰذا ہماری

روح سے یہ گواہی نکلتی ہے کہ سچا اور صحیح مذہب صرف اسلام ہے۔ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ نہیں دیکھا۔ اگر قرآن شریف گواہی نہ دیتا تو ہمارے لئے اور ہر ایک محقق کے لئے ممکن نہ تھا کہ ان کو سچا نبی سمجھتا کیونکہ جب کسی مذہب میں صرف قصے اور کہانیاں رہ جاتی ہیں تو اس مذہب کے بانی یا مقتدا کی سچائی صرف ان قصوں پر نظر کر کے تحقیقی طور پر ثابت نہیں ہوسکتی۔ وجہ یہ کہ صدہا برس کے گذشتہ قصے کذب کا بھی احتمال رکھتے ہیں بلکہ زیادہ تر احتمال یہی ہوتا ہے کیونکہ دنیا میں جھوٹ زیادہ ہے۔ پھر کیونکر دلی یقین سے ان قصوں کو واقعات صحیحہ مان لیا جائے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات صرف قصوں کے رنگ میں نہیں ہیں بلکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر کے خود ان نشانوں کو پالیتے ہیں۔ لہٰذا معائنہ اور مشاہدہ کی برکت سے ہم حق الیقین تک پہنچ جاتے ہیں۔ سو اس کامل اور مقدس نبی کی کس قدر شان بزرگ ہے جس کی نبوت ہمیشہ طالبوں کو تازہ ثبوت دکھلاتی رہتی ہے۔ اور ہم متواتر نشانوں کی برکت سے اس کمال سے مراتب عالیہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو ہم آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ پس مذہب اسے کہتے ہیں اور سچا نبی اس کا نام ہے جس کی سچائی کی ہمیشہ تازہ بہار نظر آئے۔ محض قصوں پر جن میں ہزاروں طرح کی کمی بیشی کا امکان ہے بھروسہ کر لینا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔ دنیا میں صدہا لوگ خدا بنائے گئے۔ اور صدہا پرانے افسانوں کے ذریعہ سے کراماتی کر کے مانے جاتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ سچا کراماتی وہی ہے جس کی کرامات کا دریا کبھی خشک نہ ہو۔ سو وہ شخص ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں اس کامل اور مقدس کے نشان دکھلانے کے لئے کسی نہ کسی کو بھیجا ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود کے نام سے مجھے بھیجا ہے۔ دیکھو آسمان سے نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور طرح طرح کے خوارق ظہور میں آرہے ہیں اور ہر ایک حق کا طالب ہمارے پاس رہ کر نشانوں کو دیکھ سکتا ہے گو وہ عیسائی ہو یا یہودی یا آریہ۔ یہ سب برکات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔‘‘ (کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 154 تا 157 حاشیہ)

پھر سن 1900ء میں اپنے رسالہ ’اربعین نمبر ایک‘ میں جو روحانی خزائن کی جلد 17 میں ہے، آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گزرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک اُمّت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔‘‘ (اربعین نمبر 1۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 346)

پھر 1902ء کی اپنی تصنیف ’کشتی نوح‘ میں آپ فرماتے ہیں:

’’نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے‘‘۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

پھر 1902ء کی ہی اپنی ایک تصنیف ’نسیم دعوت‘ میں آپ فرماتے ہیں:

’’اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کی خَلْق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا‘‘ (یعنی خدا تعالیٰ کی وہ صفات جو اوپر بیان کی گئی ہیں اس زندہ خدا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے پایا جس میں یہ صفات ہیں۔) ’’جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بیشمار برکتوں والا ہے اور بیشمار قدرتوں والا اور بیشمار حسن والا اور بے شمار احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں‘‘۔

(نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 363)

اور یہ خدا ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملا۔

پھر 1903ء کی اپنی تصنیف ’لیکچر سیالکوٹ‘ میں آپ فرماتے ہیں:۔

’’غرض یہ تمام بگاڑ کہ ان مذاہب میں پیدا ہو گئے جن میں سے بعض ذکر کے بھی قابل نہیں اور جو انسانی پاکیزگی کے بھی مخالف ہیں یہ تمام علامتیں ضرورتِ اسلام کے لئے تھیں‘‘۔ (پرانے مذہبوں میں جو بگاڑ پیدا ہوئے وہ اس لئے تھے کہ اسلام کے آنے کی ضرورت تھی) فرمایا کہ ’’ایک عقلمند کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اسلام سے کچھ دن پہلے تمام مذاہب بگڑ چکے تھے اور روحانیت کو کھو چکے تھے۔ پس ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپ کے ظہور سے وہ تاریکی نور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپ ظاہر ہوئے آپ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت پر ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جب کہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا اور پھر آپ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جب کہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپ ہی سے مخصوص تھی کہ آپ نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو (جانوروں کی طرح جیسی قوم تھی ان کو) انسانی عادات سکھلائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا (جانوروں کو انسان بنایا) اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے اور چیونٹیوں کی طرح پیروں میں کچلے گئے مگر ایمان کو ہاتھ سے نہ دیا بلکہ ہر ایک مصیبت میں آگے قدم بڑھایا۔ پس بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدم وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تأخّر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے اور چونکہ آپ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی اور آپ کے دو نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی غرض سے ہیں اور آپ کی نبوت عامہ میں کوئی حصہ بخل کا نہیں بلکہ وہ ابتدا سے تمام دنیا کے لئے ہے‘‘۔ (لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206-207)

پھر 1905ء کی اپنی تصنیف ’براہین احمدیہ‘ جلد پنجم میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’ہزار ہزار شکر اس خداوند کریم کا ہے جس نے ایسا مذہب ہمیں عطا فرمایا جو خدادانی اور خدا ترسی کا ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی نظیر کبھی اور کسی زمانہ میں نہیں پائی گئی۔ اور ہزارہا درود اس نبی معصوم پر جس کے وسیلہ سے ہم اس پاک مذہب میں داخل ہوئے۔ اور ہزارہا رحمتیں نبی کریمؐ کے اصحاب پر ہوں جنہوں نے اپنے خونوں سے اِس باغ کی آب پاشی کی‘‘۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 25)

پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ہی آپ فرماتے ہیں:

’’نوح میں وہی حسن تھا جس کی پاس خاطر حضرت عزت جلّ شانہٗ کو منظور ہوئی اور تمام منکروں کو پانی کے عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ (حضرت نوح کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اس وجہ سے کہ وہ نبی تھے۔ فرمایا) پھر اس کے بعد موسیٰ بھی وہی حسن روحانی لے کر آیا جس نے چند روز تکلیفیں اٹھا کر آخر فرعون کا بیڑا غرق کیا۔ پھر سب کے بعد سید الانبیاء و خیر الوریٰ مولٰنا و سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم الشان روحانی حسن لے کر آئے جس کی تعریف میں یہی آیت کریمہ کافی ہے: دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ (النجم:9-10)۔ یعنی وہ نبی جناب الٰہی سے بہت نزدیک چلا گیا اور پھر مخلوق کی طرف جھکا اور اس طرح پر دونوں حقوں کو جو حق اللہ اور حق العباد ہے ادا کر دیا۔ اور دونوں قسم کا حسن روحانی ظاہر کیا۔ اور دونوں قوسوں میں وتر کی طرح ہو گیا۔ یعنی دونوں قوسوں میں جو ایک درمیانی خط کی طرح ہو اور اس طرح اس کا وجود واقع ہوا۔...... اس حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ آپ کے حسن کو ناپاک طبع اور اندھے لوگوں نے نہ دیکھا) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یَنْظُرُوْنَ

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اِلَیْکَ وَھُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ(الاعراف:199)۔یعنی تیری طرف وہ دیکھتے ہیں مگر تُو انہیں دکھائی نہیں دیتا۔آخر وہ سب اندھے ہلاک ہوگئے‘‘۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد21 صفحہ 220-221)

پھر 1907ء کی آپ کی تصنیف ’حقیقۃ الوحی‘ ہے۔اس میں آپ نے فرمایا کہ:

’’پس مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے(ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔وہ توحید جو دنیا سے گم ہوچکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدانے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین وآخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوی کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریّتِ شیطان ہے‘‘۔(یہ کہتے ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اونچا مقام رکھتے ہیں یا سمجھتے ہیں کہ میں آخر میں آیا اور میں نبی ہوں۔آپ فرماتے ہیں کہ جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذریّت شیطان ہے۔ایسے لوگوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آپ کو باہر سمجھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں وہ ذریّت شیطان ہے۔) ’’کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے۔جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اُس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اسی وقت تک ہم منوررہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔‘‘ (حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 118-119)

پھر ’حقیقۃ الوحی‘ میں ہی آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اب اس تمام بیان سے ہماری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کسی کے ساتھ پیار کرنا اس بات سے مشروط کیا ہے کہ ایسا شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔چنانچہ میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔اس طرح پر کہ خود اس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہوکر خدا کی طرف جھک جاتا ہے اور اس کا انس وشوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق اور محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔تب جذبات نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت میں ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 ص 67-68)

لیکن یہ ملتا انہی کو ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں۔

پھر ’حقیقۃ الوحی‘ میں ہی آپ فرماتے ہیں:

’’سومَیں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر مَیں اپنے سیّد ومولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔سو میں نے جو کچھ پایا۔اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہوجاتا ہے۔پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ(آل عمران:32) یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔روحانی خزائن جلد22 صفحہ 64-65)

پھر 1908ء کی اپنی تصنیف ’چشمہ معرفت‘ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا(الاحزاب:57)۔ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا صرف ہم ان نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔جیسے حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گذشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا کیونکہ صرف قصوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہوسکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو اُن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں کیونکہ اب ان کا نام ونشان نہیں بلکہ ان گزشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقیناً سمجھ نہیں سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہم کلام ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آگئے۔اب ہم نہ قال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ مکالمہ الٰہیہ کیا چیز ہوتا ہے اور خدا کے نشان کس طرح ظاہر ہوتے ہیں اور کس طرح دعائیں قبول ہوجاتی ہیں اور یہ سب کچھ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے پایا اور جو کچھ قصوں کے طور پر غیر قومیں بیان کرتی ہیں وہ سب کچھ ہم نے دیکھ لیا۔پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے۔کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے:

محمدؐ عربی بادشاہ ہر دو سرا
کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدادانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج۔وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کردیا۔وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کردیا۔وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔کون صدق دل سے ہمارے پاس آیا جس نے اس نور کا مشاہدہ نہ کیا اور کس نے صحت نیت سے اس دروازہ کو کھٹکھٹایا جو اس کے لئے کھولا نہ گیا لیکن افسوس کہ اکثر انسانوں کی یہی عادت ہے کہ وہ سفلی زندگی کو پسند کر لیتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ نور ان کے اندر داخل ہو۔‘‘

(چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد23 صفحہ 301 تا303)

پھر ’چشمہ معرفت‘ میں ہی آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اب سوچنا چاہئے کہ کیا یہ عزت، کیا یہ شوکت، کیا یہ اقبال، کیا یہ جلال، کیا یہ ہزاروں نشان آسمانی، کیا یہ ہزاروں برکات ربّانی جھوٹے کو بھی مل سکتی ہیں۔ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے خدا کا اس پر بڑا ہی فضل ہے۔وہ خدا تو نہیں مگر اس کے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔اس کا مذہب جو ہمیں ملا ہے خدا کی طاقتوں کا آئینہ ہے۔اگر اسلام نہ ہوتا تو اس زمانہ میں اس بات کا سمجھنا محال تھا کہ نبوت کیا چیز ہے اور کیا معجزات بھی ممکنات میں سے ہیں اور کیا وہ قانون قدرت میں داخل ہیں۔اس عقدے کو اُسی نبی کے دائمی فیض نے حل کیا اور اسی کے طفیل سے اب ہم دوسری قوموں کی طرح صرف قصہ گو نہیں ہیں بلکہ خدا کا نور اور خدا کی آسمانی نصرت ہمارے شامل حال ہے۔ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کر سکیں کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں درنہاں ہے۔وہ ذوالجلال خدا محض اس نبی کریم کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہوگیا۔‘‘ (چشمہ معرفت۔روحانی خزائن جلد23 صفحہ 381)

پس ان علماء کو آپ پر یہ اعتراض ہے کہ کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی اور عشق کی وجہ سے کلام کیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیوں کلام کیا اور مخفی اور پوشیدہ طاقت عطا فرما کر اپنے قرب سے نوازا۔طاقت کے ذریعہ سے اپنے قرب سے نوازا۔پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا جماعت احمدیہ نہیں بلکہ یہ نام نہاد علماء اس الزام کے نیچے آتے ہیں کہ اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض جاری نہیں ہے۔اور نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں اور صفات محدود ہوگئی ہیں۔پس اگر الزام لگتا ہے تو ان لوگوں پہ لگتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ تو فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طاقتیں اب بھی کام کر رہی ہیں۔

پھر ’چشمہ معرفت‘ میں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام ومرتبہ اور آپ کے جاری فیض کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

’’پھر جب ہمارے بزرگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں ظاہر ہوئے تو ایک انقلاب عظیم دنیا میں آیا اور تھوڑے ہی دنوں میں وہ جزیرۂ عرب جو بجز بت پرستی کے اور کچھ بھی نہیں جانتا تھا ایک سمندر کی طرح خدا کی توحید سے بھر گیا۔علاوہ اس کے یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے سید ومولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر خدا تعالیٰ کی طرف سے نشان اور معجزات ملے وہ صرف اس زمانہ تک محدود نہ تھے بلکہ قیامت تک ان کا سلسلہ جاری ہے۔اور پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گذشتہ نبی کی امّت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے

دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ ان کے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو اُن کی امّت سے باہر ہو بلکہ ہر ایک کو جو شرف مکالمہ الٰہیہ ملتا ہے وہ انہیں کے فیض اور انہیں کی وساطت سے ملتا ہے اور وہ اُمّتی کہلاتا ہے، نہ کوئی مستقل نبی۔'' (پس اس لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے لئے امّتی نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ پھر فرماتے ہیں کہ) ''اور رجوع خلائق اور قبولیت کا یہ عالم ہے کہ آج کم سے کم بیس کروڑ ہر طبقہ کے مسلمان آپ کی غلامی میں کمربستہ کھڑے ہیں'' (یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کی تعداد بتا رہے ہیں جو آپ کے زمانے میں تھی) ''اور جب سے خدا نے آپ کو پیدا کیا ہے بڑے بڑے زبردست بادشاہ جو ایک دنیا کو فتح کرنے والے تھے آپ کے قدموں پر ادنیٰ غلاموں کی طرح گرے رہے ہیں اور اس وقت کے اسلامی بادشاہ بھی ذلیل چاکروں کی طرح آنجناب کی خدمت میں اپنے تئیں سمجھتے ہیں اور نام لینے سے تخت سے نیچے اتر آتے ہیں۔'' (چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 380-381)

پس یہ مقام آپ بیان فرما رہے ہیں اور یہ جو آپ پر الزام ہے کہ آپ نعوذ باللہ دوسرے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ تو آپ فرما رہے ہیں کہ صرف احمدی نہیں بلکہ تمام دنیا کے مسلمان جو ہیں وہ آپ کی غلامی میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ پس یہ مقام و مرتبہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سمجھا اور دنیا کو بتایا اور اپنے ماننے والوں کو اس کا ادراک عطا فرمایا۔ اگر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے والے نہ ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور فضیلت اور ارفع مقام کی گہرائی کو ہم کبھی نہ جان سکتے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع میں کچھ اور کہتے تھے اور بعد میں اپنی سوچ بدل لی اور نعوذ باللہ ذاتی مفادات حاصل کرنے لگ گئے۔ یہ سب تحریرات جو میں نے 1880ء سے لے کر 1908ء تک جو آپ کی وفات کا سال ہے پیش کی ہیں ان تحریرات میں کہیں بھی ایک جگہ بھی ایسا جھول نہیں ہے کوئی بھی ایسا فقرہ نہیں ہے جو ایک دوسرے سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ ہر جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو پہلے سے بڑھ کر آپ نے بیان فرمایا ہے۔ اپنے آپ کو اگر کہیں نبی کہا بھی ہے تو آپؐ کی غلامی میں۔

اللہ تعالیٰ ان مفاد پرستوں کے چنگل سے اُمّت مسلمہ کو بچائے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہوں اور یہی ایک طریقہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جو اُمّتِ مسلمہ کی ساکھ کو دوبارہ قائم کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب و ارشادات پڑھنے اور انہیں سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ہمیں اپنے تک پہنچنے کا صحیح ادراک بھی عطا فرمائے اور توفیق بھی عطا فرمائے۔

تعارف کتب

(فرخ سلطان محمود)

نام کتاب: ارضِ بلال۔ میری یادیں
مصنّف: منور احمد خورشید (واقف زندگی)
سن اشاعت: 2015ء
ملنے کا پتہ: 37 Heyford Road, Mitcham, London, U.K.

یہ ایک ایسے داعی الی اللہ اور مبلغ اسلام و احمدیت کے قلم سے نکلنے والے ایمان افروز واقعات کا مجموعہ ہے جنہیں قریباً بیس سال تک افریقہ کی سرزمین پر واقع پانچ ممالک میں پیغام حق پہنچانے کی مقبول اور ثمرآور مساعی کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ مکرم منور احمد خورشید صاحب 1950ء میں پیدا ہوئے۔ 1975ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان میں مختلف مقامات پر متعین رہنے کے بعد 1983ء میں گیمبیا بھجوائے گئے۔ بعدازاں سینیگال، گنی بساؤ، موریطانیہ اور کیپ ورڈے میں بھی تبلیغی مساعی میں مصروف رہے۔ ان تمام ممالک میں امارت کی ذمہ داری بھی ادا کی۔ بعدازاں چار سال تک جامعہ احمدیہ انگلستان میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ اور خدمت کا یہ سلسلہ 2012ء تک چلتا رہا۔

ایک احمدی داعی الی اللہ کے لئے اس سے بڑھ کر سعادت کوئی اَور نہیں ہوسکتی کہ خدائے واحد و یگانہ سے ناآشنا بھٹکی ہوئی رُوحیں اُس کے ذریعہ سے نور ہدایت پاجائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر فِدا ہونے کے لئے تیار ہوں اور دل کی گہرائیوں سے آپؐ پر درود بھیجنے والوں میں اُن کا شمار ہونے لگے۔ اس کٹھن راستہ میں ایک احمدی داعی الی اللہ اپنی جان، مال، وقت اور عزّت بھی داؤ پر لگا دیتا ہے۔ اَنجانی راہوں پر چلتے ہوئے وہ ہر خطرہ مول لینے کے لئے قدم آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے لیکن وہ پاک ذات جس پر اُس کا کامل توکّل ہوتا ہے وہ قدم قدم پر یہ احساس دلاتا چلا جاتا ہے کہ اُس کے دین کی خدمت کرنے والے کبھی ضائع نہیں کئے جاتے۔ چنانچہ آسمانی نشانات کا گواہ بنتے ہوئے اور اپنی کم مائیگی و محدود وسائل کا احساس کرتے ہوئے جب پورے توکّل اور انکساری کے ساتھ وہ خلیفۂ وقت کی اطاعت میں اَن دیکھی راہوں پر اپنا سفر جاری رکھتا ہے تو پھر کامیابیوں کی منازل اُس کے قدموں تلے سمٹتی چلی جاتی ہیں اور انجامکار لازوال کامرانیاں اُس کا مقدّر بننے لگتی ہیں۔

A5 سائز کے سوا تین صد صفحات پر مشتمل اس کتاب کو Soft Cover کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ رنگین سرورق براعظم افریقہ کے نقشہ سے مزیّن ہے جس میں مختلف ممالک کی نشاندہی اُن کے قومی پرچموں سے کی گئی ہے۔ جبکہ پس منظر میں ابھرتا ہوا آفتاب، پھیلی ہوئی تاریکیوں کو کافور کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کتاب کا انتساب ارضِ بلال کے اُن سادہ دل اور پاک فطرت احمدی بھائیوں اور بہنوں کے نام کیا گیا ہے جو سیّدنا حضرت امام الزمان علیہ السلام کی ذات بابرکات پر بِن دیکھے ہی ایمان لے آئے اور پھر سو جان سے اُس ذات اقدسؑ اور آپؑ کے خلفاء عظام کے عاشق اور فریفتہ ہوگئے۔ تہی دامن ہوتے ہوئے بھی مبلّغین کے لئے اپنے گھروں اور دلوں کے دروازے کھول دیئے اور پھر اشاعت دین کے فریضہ میں شب و روز، نشیب و فراز، عسر و یسر کی ہر گھڑی میں کمال پیار و محبت اور اخلاص کے ساتھ ممد و معاون اور مونس و غمخوار بنے رہے۔ ''خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را''

کتاب کے کُل اٹھارہ ابواب ہیں۔ پہلے چار ابواب اُن ممالک سے متعلق تفصیلی تعارف، دلچسپ معلومات اور منفرد مشاہدات پر مشتمل ہیں جہاں مصنّف کو خدمت کی سعادت عطا ہوتی رہی ہے۔ ایک باب میں دشمنانِ احمدیت کی ناکامی اور تباہی کے واقعات درج ہیں۔ ایک باب قبولِ احمدیت کی ایمان افروز روایات پر مبنی ہے۔ اسی طرح ارضِ بلالؓ کے نواحمدیوں کا عبادات میں شغف، انفاق فی سبیل اللہ کے لئے ذوق وشوق، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء عظام سے بے پناہ عشق کا اظہار، امامِ وقت کی بےلوث اطاعت کا جذبہ اور قبولیتِ دعا کے روح پرور نظارے بھی اس کتاب کا حصہ ہیں۔ ایک باب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ذات گرامی سے معنون ہے۔ اور آخری باب میں مصنّف نے اپنی زندگی کے ذاتی اور خاندانی حالات پر روشنی ڈالی ہے۔

بہت سی تاریخی تصاویر بھی کتاب کی زینت ہیں۔ لکھائی (ٹائپنگ)، سیٹنگ اور ڈیزائننگ صاف اور عمدہ ہے۔ ظاہری خوبصورتی کے ساتھ مواد کا انتخاب اور ترتیب بہت اعلیٰ ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ٹائپنگ کی معمولی اغلاط کے باوجود قاری اس کتاب کی دلچسپی میں اتنا کھو جاتا ہے کہ کتاب کا آخر تک مطالعہ کئے بغیر آرام سے نہیں بیٹھتا۔ ان حقیقی واقعات میں بعض دفعہ غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے تجسّس (سسپنس) کا جو عنصر جنم لیتا ہے وہ تحریر میں قاری کی دلچسپی کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ تلخ اور مشکل حالات میں خداتعالیٰ کی تائید و نصرت جب کامیابیاں عطا کرتی ہے تو قاری کا ایمان ترقیات کے کئی زینے طے کرتا چلا جاتا ہے۔ لطف یہ بھی ہے کہ ایسے رُوح پرور واقعات نہ صرف قاری کی علمی استعداد کو بڑھاتے ہیں بلکہ روحانی ترقیات کے حصول کے لئے بھی گرانقدر رہنمائی مہیا کرتے ہیں۔

بلاشبہ یہ کتاب جماعت احمدیہ کے قیمتی لٹریچر میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے اور اس میں بیان کردہ واقعات داعیان الی اللہ کے لئے خصوصاً نہایت سبق آموز ہیں کیونکہ مختلف فرقوں کے عقائد، غیر اسلامی مذہبی گروپوں کے رسوم اور افریقہ میں موجود بعض معاشرتی گروہوں کے رواج سے متعلق بھی اہم اور مفید معلومات جابجا ملتی ہیں۔ غیر مذاہب کے بےشمار پیروکاروں اور لامذہبوں کی طرف سے اسلام احمدیت کی صداقت کے اقرار اور اس کے نتیجہ میں اُن پر خداتعالیٰ کے لامتناہی افضال و انعامات کی بارش کا بیان بھی اس خوبصورت کتاب کا حصہ ہے۔ گویا یہ کتاب تاریخی اور تبلیغی اہمیت کی حامل کتب میں ایک عمدہ اضافہ ہے جو میدان عمل میں مصروف مبلّغین داعیان الی اللہ کے علم میں اضافہ اور راہ عمل کو روشن کرنے کا باعث بنے گی۔

مزید یہ کہ تحریر بےساختہ اور عام فہم، نیز اندازِ بیان سادہ، سلیس، روانی سے بھرپور اور چاشنی سے لبریز ہونے کی وجہ سے قاری کے ذہن میں ایک ایسی تصویر کے نقش و نگار اُبھرنے لگتے ہیں جن میں رنگ بھرے بِنا کتاب چھوڑنے کو دل ہی نہیں کرتا۔ اور امر واقعہ یہی ہے کہ ذہن میں اُبھرنے والی ایسی تصاویر اِس کتاب کے ہر ورق پر فروزاں ہیں۔

قادیان دارالامان (بھارت) میں جماعت احمدیہ کے 124ویں جلسہ سالانہ کا نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد۔ اختتامی اجلاس سے امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز ایمان افروز خطاب۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ مسلمہ کے 124ویں جلسہ سالانہ کا 26، 27، 28 دسمبر بروز ہفتہ، اتوار، سوموار قادیان دارالامان میں نہایت کامیابی سے انعقاد ہوا۔ یہ جلسہ جو خالصۃً دینی اغراض سے منعقد کیا جاتا ہے اس میں ہندوستان سمیت دنیا کے 44 ممالک کے 19 ہزار 134 افراد شامل ہوئے۔ اس جلسہ میں جو اسلام احمدیت کی عظیم الشان روایات کے ساتھ ایک خاص روحانی ماحول میں منعقد ہوتا ہے جماعت احمدیہ کے علماء مختلف علمی، تربیتی موضوعات پر تقاریر کرتے ہیں۔ متفرق اقوام اور رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد کا یہ اجتماع ذکرالٰہی، عبادات، دعاؤں، امن و سلام اور باہمی محبت و اخوت کے دل موہ لینے والے نظارے لئے ہوتا ہے۔ اس جلسہ میں علاقہ کی ممتاز سیاسی و سماجی شخصیات کے علاوہ دیگر مذاہب کے نمائندے بھی شامل ہوئے۔

جلسہ کے پروگراموں کا عروج اس کا اختتامی اجلاس تھا جس کی کارروائی لندن سے امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت صدارت میں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ نشر ہوئی۔ اس غرض سے بیت الفتوح لندن میں 5 ہزار 340 مرد و زن جمع ہوئے۔ ان نشریات میں قادیان کے جلسے کے نظارے اور لندن کے نظارے بیک وقت دکھائے جارہے تھے جو ایک بہت ہی روح پرور نظارہ تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیرصدارت طاہر ہال بیت الفتوح میں لندن کے وقت کے مطابق صبح ساڑھے دس بجے اختتامی اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ فارسی اور اردو میں منظوم کلام کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرین جلسہ سے خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست نشر ہوا اور تمام براعظموں میں لاکھوں افراد نے براہ راست اس خطاب کو سننے کی سعادت حاصل کی اور جلسہ کی اختتامی دعا میں شامل ہوئے۔

خطاب کے بعد جلسہ گاہ قادیان سے مختلف زبانوں میں دینی پاکیزہ نظمیں پیش کی گئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نہایت ہی ولولہ انگیز اور ایمان افروز خطاب اور جلسہ سالانہ قادیان کی تفصیلی رپورٹ الفضل انٹرنیشنل کے آئندہ کسی شمارہ میں شائع کی جائے گی۔ انشاءاللہ

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

قسط نمبر25

اقامت الصلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ النور کی آیات 56 تا58 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کر کے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے ہی قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرماتا کہ مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ عَصٰی اَمِیْرِیْ فَقَدْ عَصَانِیْ۔ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ پس وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ فرما کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اُس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی کہ اشاعت و تمکین دین کے لئے نمازیں قائم کی جائیں۔ زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اقامت الصلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

چنانچہ دیکھ لو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کی وصولی کا باقاعدہ انتظام تھا۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوگئے تو اہل عرب کے کثیر حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ حکم صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا۔ بعد کے خلفاء کے لئے نہیں۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن کے اس مطالبہ کو تسلیم نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی رسّی بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ جاری رکھوں گا اور اس وقت تک بس نہیں کروں گا جب تک اُن سے اُسی رنگ میں زکوٰۃ وصول نہ کرلوں جس رنگ میں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ادا کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اس مہم میں کامیاب ہوئے اور زکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہوگیا جو بعد کے خلفاء کے زمانوں میں بھی جاری رہا۔ مگر جب سے خلافت جاتی رہی مسلمانوں میں زکوٰۃ کی وصولی کا بھی کوئی انتظام نہ رہا اور یہی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا تھا کہ اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو مسلمان زکوٰۃ کے حکم پر عمل ہی نہیں کرسکتے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ زکوٰۃ جیسا کہ اسلامی تعلیم کا منشاء ہے امراء سے لی جاتی ہے اور ایک نظام کے ماتحت غرباء کی ضروریات پر خرچ کی جاتی ہے۔ اب ایسا وہیں ہوسکتا ہے جہاں ایک باقاعدہ نظام ہو۔ اکیلا آدمی اگر چند غرباء میں زکوٰۃ کا روپیہ تقسیم بھی کر دے تو اُس کے وہ خوشگوار نتائج کہاں نکل سکتے ہیں جو اُس صورت میں نکل سکتے ہیں جبکہ زکوٰۃ ساری جماعت سے وصول کی جائے اور ساری جماعت کے غرباء میں تقسیم کی جائے۔

یہ مسئلہ اُن سارے اسلامی بادشاہوں کو مجرم قرار دیتا ہے جو سرکاری بیت المال کو اپنی ذات پر اور اپنے تعیّش پر قربان کرتے تھے اور بڑے بڑے محل اور بڑی بڑی سیرگاہیں بناتے تھے۔ اگر پبلک اس کا آرڈر دیتی چونکہ اس کا روپیہ تھا جائز ہوتا بشرطیکہ اسراف نہ ہوتا لیکن پبلک نے کبھی آرڈر نہیں دیا اور پھر وہ سراف کی حد سے بھی آگے نکلا ہوا تھا۔ اس لئے یہ سارے کام ناجائز تھے۔ اور ان لوگوں کو گنہگار بناتے تھے۔ نہ اسلام کو تختِ طاؤس کی ضرورت تھی، نہ بغداد کے محلّاتِ ہارون الرشید کی ضرورت تھی۔ یہ ساری کی ساری چیزیں اسلامی شوکت کی بجائے چند افراد کی شوکت ظاہر کرنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ اسی لئے آخر میں ان خاندانوں کی تباہی کا باعث بنیں۔

اسی طرح اقامت الصلوٰۃ بھی اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلوٰۃ کا بہترین حصہ جمعہ ہے جس میں خطبہ پڑھا جاتا ہے اور قومی ضرورتوں کو لوگوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ اب اگر خلافت کا نظام نہ ہو تو قومی ضروریات کا پتہ کس طرح لگ سکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کی جماعتوں کو کیا علم ہوسکتا ہے کہ چین اور جاپان اور دیگر ممالک میں اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں کیا ہو رہا ہے اور اسلام اُن سے کن قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ اگر ایک مرکز ہوگا اور ایک خلیفہ ہوگا جو تمام مسلمانوں کے نزدیک واجب الاطاعت ہوگا تو اُسے تمام اکنافِ عالم سے رپورٹیں پہنچتی رہیں گی کہ یہاں یہ ہو رہا ہے اور وہاں وہ ہو رہا ہے اور اس طرح وہ لوگوں کو بتا سکے گا کہ آج فلاں قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور آج فلاں قسم کی خدمات کے لئے آپ کو پیش کرنے کی حاجت ہے۔ اسی لئے حنفیوں کا یہ فتویٰ ہے کہ جب تک مسلمانوں میں کوئی سلطان نہ ہو جمعہ پڑھنا جائز نہیں۔ اور اس کی تہ میں یہی حکمت ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ اسی طرح عیدین کی نمازیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ہمیشہ قومی ضرورتوں کے مطابق خطبات پڑھا کرتے تھے۔ مگر جب خلافت کا نظام نہ رہے تو انفرادی رنگ میں کسی کو قومی ضرورتوں کا کیا علم ہوسکتا ہے۔ اور وہ ان کو کس طرح اپنے خطبات میں بیان کرسکتا ہے۔ بلکہ بالکل ممکن ہے کہ حالات سے ناواقفیت کی وجہ سے وہ خود بھی دھوکا میں مبتلا رہے اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں مبتلا رکھے۔

مَیں نے ایک دفعہ کہیں پڑھا کہ آج سے ستّر اسّی سال پہلے ایک شخص بیکانیر کے علاقہ کی طرف سیر کرنے کے لئے نکل گیا۔ جمعہ کا دن تھا وہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گیا تو اُس نے دیکھا کہ امام نے پہلے فارسی زبان میں مروجہ خطبات میں سے کوئی ایک خطبہ پڑھا اور پھر ان لوگوں سے جو مسجد میں موجود تھے کہا کہ آؤ اب ہاتھ اٹھا کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین جہانگیر بادشاہ کو سلامت رکھے۔ اب اُس بیچارے کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ جہانگیر بادشاہ کو فوت ہوئے سینکڑوں سال گزر چکے ہیں اور اب جہانگیر نہیں بلکہ انگریز حکمران ہیں۔

غرض جمعہ جو نماز کا بہترین حصہ ہے اسی صورت میں احسن طریق پر ادا ہوسکتا ہے جب مسلمانوں میں خلافت کا نظام موجود ہو۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے اندر چونکہ ایک نظام ہے اس لئے میرے خطبات ہمیشہ اہم وقتی ضروریات کے متعلق ہوتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کئی غیر احمدی بھی ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

درحقیقت لیڈر کا کام لوگوں کی رہنمائی کرنا ہوتا ہے مگر یہ رہنمائی وہی شخص کرسکتا ہے جس کے پاس دنیا کے اکثر حصوں سے خبریں آتی ہوں اور وہ سمجھتا ہو کہ حالات کیا صورت اختیار کر رہے ہیں۔ صرف اخبارات سے اس قسم کے حالات کا علم نہیں ہوسکتا کیونکہ اخبارات میں بہت کچھ جھوٹی خبریں درج ہوتی ہیں اس کے علاوہ ان میں واقعات کو پورے طور پر بیان کرنے کا التزام نہیں ہوتا۔ لیکن ہمارے مبلغ چونکہ دنیا کے اکثر حصوں میں موجود ہیں اور پھر جماعت کے افراد بھی دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں اس لئے اُن کے ذریعہ مجھے ہمیشہ سچی خبریں ملتی رہتی ہیں۔ اور میں اُن سے فائدہ اٹھا کر جماعت کی صحیح رہنمائی کرتا رہتا ہوں۔ پس درحقیقت اقامۃ الصلوٰۃ بھی بغیر خلیفہ کے نہیں ہوسکتی۔

اسی طرح اطاعتِ رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے ایک رشتہ میں پرو دیا جائے۔ یُوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔ صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آجکل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آجکل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی رُوح حدِ کمال کو پہنچی ہوئی تھی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اُسی وقت اُس پر عمل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ لیکن یہ اطاعت کی رُوح آجکل کے مسلمانوں میں نہیں۔ مسلمان نمازیں بھی پڑھیں گے، روزے بھی رکھیں گے حج بھی کریں گے مگر ان کے اندر اطاعت کا مادہ نہیں ہوگا کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔ پس جب بھی خلافت ہوگی اطاعتِ رسول بھی ہوگی کیونکہ اطاعت رسول یہ نہیں کہ نمازیں پڑھو یا روزے رکھو یا حج کرو۔ یہ تو خدا کے احکام کی اطاعت ہے۔ اطاعت رسول یہ ہے کہ جب وہ کہے کہ اب نمازوں پر زور دینے کا وقت ہے تو سب لوگ نمازوں پر زور دینا شروع کر دیں اور جب وہ کہے کہ اب زکوٰۃ اور چندوں کی ضرورت ہے تو وہ زکوٰۃ اور چندوں پر زور دینا شروع کر دیں۔ اور جب وہ کہے کہ اب جانی قربانی کی ضرورت ہے یا وطن کو قربان کرنے ضرورت ہے تو وہ جانیں اور اپنے وطن قربان کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ غرض یہ تین باتیں ایسی ہیں جو خلافت کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ اگر خلافت نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہاری نمازیں بھی جاتی رہیں گی۔ تمہاری زکوٰۃ بھی جاتی رہے گی۔ اور تمہارے دل سے اطاعتِ رسول کا مادہ بھی جاتا رہے گا۔‘‘

(تفسیر کبیر سورۃ النور زیر آیت 58-56۔ جلد 6 صفحہ 369-367)

....

نظامِ خلافت اور قیامِ عبادت

نظامِ خلافت اور قیامِ عبادت کا آپس میں بہت گہرا، اٹوٹ اور لازوال تعلق ہے۔ قرآن مجید میں اس مضمون کو مختلف پیرایوں میں بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ جتنے بھی انبیاء اور رسول خلیفۃ اللہ کی صورت میں اس دنیا میں مبعوث ہوئے یا کسی نبی کی وفات کے بعد جو بھی وجود خلافت علیٰ منہاج نبوت کے منصب پر فائز ہوئے ان سب کا مقصد اعلیٰ یہی تھا کہ خدائے واحد و یگانہ کی سچی و حقیقی عبادت کو دنیا میں قائم کیا جائے۔ ہر قسم کے شرک اور دہریت اور الحاد کا خاتمہ ہو اور لوگ اپنے سچے اور حقیقی معبود کو پہچان کر اس سے اپنا ناطہ جوڑیں۔ اس کی صفات حسنہ کو اپنائیں اور خدا تعالیٰ کے سچے پرستار اور مخلص و وفادار عبادتگزار بندے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ۔ (النحل:37) اور یقیناً ہم نے ہر اُمّت میں رسول بھیجا جس نے انہیں یہ پیغام دیا کہ اللہ کی عبادت کرو۔

قرآن مجید نے انبیاء علیہم السلام کی جو تاریخ بیان فرمائی ہے اس میں جابجا اس حقیقت کا ذکر ہے۔ حضرت نوحؑ ہوں یا حضرت ابراہیمؑ، حضرت ھودؑ ہوں یا حضرت صالحؑ یا حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰؑ ہوں یا حضرت عیسیٰؑ یا حضرت یعقوب (علیہم السلام) سبھی نے یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ کی ہی ندا دی۔ اور اپنے متبعین کو بھی خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کی تاکیدی نصائح فرمائیں۔ انہوں نے نہ صرف علمی طور پر خدا تعالیٰ کے وجود کو قوی دلائل سے ثابت کیا بلکہ اس زندہ اور قادر مطلق خدا کی ہستی کے تازہ بتازہ ثبوت کے طور پر اس سے اپنے تعلق اور خدائی نصرت و تائید کے زبردست نشانات بھی دنیا کو دکھائے۔

ان سب انبیاء میں سب سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ اور خلیفۂ اعظم حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے ایسی کامل وحی نازل فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر نہایت قوی اور روشن دلائل دیئے گئے ہیں اور عبادت الٰہی کے مضمون کے مختلف پہلوؤں کو نہایت شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ عبادت الٰہی کی ضرورت، اس کی غرض و غایت، اس کی حقیقت، اس کا فلسفہ، اس کی برکات و تاثیرات غرضیکہ تمام اہم امور کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنّت اور احادیث سے اس مضمون کو مزید اجاگر فرمایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت جس انداز میں اور جس شان سے کی وہ ایک نہایت ہی خوبصورت مضمون ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کی عبادت کا نقشہ قرآن کریم میں کھینچا ہے اور آپ کو ’عبداللہ‘ کے عظیم الشان لقب سے نوازا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود اپنی ذات میں عبادت الٰہی کے مضمون کو معراج تک پہنچایا بلکہ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْن ایسے وفاداروں، عبادتگزاروں کی جماعت تیار فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اُن رِجال کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ وہ ایسے رجال ہیں کہ لَاتُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّ لَابَیْعٌ عَنْ ذِکْرِاللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ۔ (النور:38) انہیں کوئی تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور قیام نماز اور ایتاء زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی۔ اور یہ کہ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا۔ (الفرقان:65) وہ اپنی راتیں اپنے ربّ کے لئے سجدے اور قیام میں گزارتے ہیں۔

پھر اِس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند اور عاشق صادق اور روحانی خلیفہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ

کے خلفاء کرام نے عبادت کے مضمون کو قرآن و حدیث اور سنّت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہمارے لئے بہت تفصیل سے اور کھول کھول کر بیان فرمایا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام نے اس مضمون پر جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ سینکڑوں بلکہ شاید ہزاروں صفحات پر حاوی ہے۔ ان مقدس وجودوں نے اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں صرف عبادت کے مختلف پہلوؤں کو علمی طور پر ہی بیان نہیں کیا بلکہ اپنے عملی نمونہ سے ہمارے لئے اس کی راہوں کو روشن فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اور اس کی رہنمائی کے مطابق ایسے منصوبے جاری کئے، ایسی تحریکات فرمائیں، ایسی سکیمیں بنائیں اور ایسی عملی تدابیر کیں اور یہ سلسلہ جاری ہے کہ نہ صرف افراد جماعت احمدیہ عبادت کی روح کو سمجھ کر اس پر قائم ہوجائیں بلکہ ساری دنیا میں قیام عبادت اور قیام توحید کا وہ آسمانی ہدف جو خلافت کا انتہائی مطلوب اور مقصود ہے وہ پورا ہوجائے۔ یہ مضمون اپنی ذات میں بہت تفصیلی ہے اور اس پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں کہ کس طرح خلفائے مسیح موعود علیہم السلام نے اس سلسلہ میں کوششیں فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کوششوں کو کیسے کیسے شیریں ثمرات سے نوازا۔

....

سورۃ النور کی آیت استخلاف اور اس کے بعد کی آیات میں عبادت کے مضمون کو بڑی قوّت و شوکت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ہر قسم کے شرک سے پاک، سچے موحّدین اور عابدین کی جماعت کا قیام خلافت کا ایک نہایت اہم کام ہے۔ اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت ہی ہے جس کے ذریعہ سچے موحّدین اور عابدین کی جماعت کا قیام ممکن ہے۔ کسی اور کے بس کی یہ بات ہی نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے خلافت سے وابستہ فرمادیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ تمکنت دین کے جس مضمون کا آیت استخلاف میں ذکر ہے اس سے مراد بھی یہی ہے کہ خلافت کے ذریعہ سچے مسلمین، موحّدین اور عابدین پیدا ہوں گے جو ہر قسم کے شرک سے بچنے والے ہوں گے اور اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ کرنے والے ہوں گے۔

....

بعض نادان مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ تمکنت دین سے دنیوی اقتدار یا بادشاہت کا حصول مراد ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ہی دوسری جگہ تمکنت کے مضمون کو اقامت صلوٰۃ سے باندھا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مضمون کو مسجد بیت الاحد جاپان کے افتتاح کے موقع پر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ (الحج:42)۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں تمکنت عطا کریں تو وہ نماز کو قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نیک باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور ہر بات کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

الحمد للہ آج جماعت احمدیہ جاپان کو اپنی پہلی مسجد بنانے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی تعمیر کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپ لوگ اس مقصد کو پورا کرنے والے ہوں جو مسجد بنانے کا مقصد ہے۔ مسجد تو غیر از جماعت اور دوسرے مسلمان بھی بناتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں ڈالر خرچ کرکے بہت خوبصورت مساجد بناتے ہیں۔ ...... پس صرف مسجد بنالینا کوئی ایسی بات نہیں کہ ہم کہہ سکیں کہ جاپان میں آنے کا ہمارا مقصد پورا ہوگیا۔ ...... ہمارا مقصد تو تب پورا ہوگا جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے کے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور وہ مقصد یہ ہے کہ ہمارا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو اور ہم اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ ہم اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں اور ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس کے اونچے معیار حاصل کرنے والے ہوں۔ ہم اسلام کے خوبصورت پیغام کو، اس کی خوبصورت تعلیم کو اس قوم کے ہر فرد تک پہنچانے والے ہوں۔

......**پس یہ مسجد جو بنائی ہے تو اس کا حق ادا کریں۔ اس حق کو ادا کرنے کے لئے اسے پانچ وقت آباد کریں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی عبادتوں کے معیار بڑھائیں۔ اس کا حق ادا کرنے کے لئے اپنی عملی حالتوں کے جائزے لیں۔** اس کا حق ادا کرنے کے لئے تبلیغ کے میدان میں وسعت پیدا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ جہاں اسلام کا تعارف کروانا ہو وہاں مسجد بنادو تو تبلیغ کے راستے اور تعارف کے راستے کھلتے چلے جائیں گے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ پس یہ مسجد آپ پر ذمہ داری ڈال رہی ہے کہ جہاں عبادتوں کے معیاروں کو اونچا کریں وہاں تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں۔

...... جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں جن باتوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے اس کے اس زمانے میں مخاطب احمدی مسلمان ہی ہیں **کیونکہ ہم ہی ہیں جنہوں نے زمانے کے امام کو مانا ہے۔ ہم ہی ہیں جن میں نظام خلافت دین کی تمکنت کے لئے جاری ہے۔ ایک احمدی مسلمان کے لئے، اس زمانے کے امام کو ماننے والے کے لئے، خلافت سے وابستہ رہنے کا دعویٰ کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض اصولی باتیں بیان فرمادیں کہ ایک تو نمازوں کے قیام کی طرف توجہ رکھو کہ یہ تمہاری پیدائش کا بنیادی مقصد ہے۔ اگر نمازوں کی ادائیگی نہیں، اگر عبادتوں کی طرف توجہ نہیں تو پھر یہ دعوے بھی غلط ہیں کہ ہم حقیقی مسلمان ہیں۔** یہ دعوے بھی غلط ہیں کہ ہم دنیا میں انقلاب پیدا کردیں گے۔ یہ دعوے بھی غلط ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کو مان لیا ہے۔ کیونکہ آپ نے تو اپنی آمد کا مقصد ہی بندے کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کا بتایا ہے۔

اور پھر فرمایا کہ دوسرا مقصد ایک دوسرے کے حق ادا کرنا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 95۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندوں کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے ہیں۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ اپنے مال میں سے بھی خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر انسانیت کی بھلائی اور بہتری کے لئے خرچ کرنے والے ہیں۔ اور صرف اپنی زندگیوں میں ہی یہ انقلاب پیدا نہیں کرتے کہ تقویٰ پر چلنے والی زندگی گزارو بلکہ اپنے نمونے دکھا کر دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ملاتے ہیں۔ انہیں بھی بتاتے ہیں کہ زندگی کا اصل مقصد کیا ہے۔ انہیں بتاتے ہیں کہ شیطان سے کس طرح بچ کر رہنا ہے۔

پس اگر ہم اس زمانے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے ہوئے فرستادے کے ماننے والے ہیں تو ہمیں ان باتوں کا خیال رکھنا ہوگا کہ **ہم پر جو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہوا ہے جبکہ دوسرے مسلمان بکھرے پڑے ہیں ان کے پاس کوئی آواز نہیں ہے جو انہیں ایک ہاتھ کی طرف بلائے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر اور پھر آپ کے بعد آپ کے جاری نظام خلافت کے ذریعہ وہ تمکنت عطا فرمائی ہے کہ ہم ایک آواز پر اٹھنے اور بیٹھنے والے ہیں۔ تمکنت صرف حکومت کا ملنا ہی نہیں ہے بلکہ ایک رعب کا ظاہر ہونا بھی ہے اور سکونِ دل کا پیدا ہونا بھی ہے۔** انشاء اللہ تعالیٰ وہ وقت بھی آئے گا جب حکومتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آکر صحیح اسلام کو سمجھیں گی۔ لیکن اِس وقت بھی دنیا اب ہماری طرف دیکھنے لگ گئی ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم بتاؤ۔ پس یہ بھی ایک تمکنت اور رُعب ہے جو اَب دنیا پر اللہ تعالیٰ ڈال رہا ہے۔ لیکن اس سے فائدہ اٹھانے والے وہی ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی بات کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس فضل کے وارث بننے کے لئے نیکیوں پر قائم ہوجاؤ اور اس کو پھیلاؤ اور برائیوں سے بچو اور دوسروں کو بچاؤ۔ پس جب تک اس پر قائم رہوگے، اس بنیادی اصول کو پکڑے رہوگے، ترقیاں کرتے چلے جاؤگے۔

پس ہر احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اپنے اعمال میں ترقی کرنے کی طرف توجہ دیتا چلا جائے تبھی دنیا کو بھی اپنی طرف متوجہ کرسکیں گے اور یہی چیز پھر اُس تمکنت کا بھی باعث بنے گی جب حکومتیں بھی اس حقیقی تعلیم کے تابع ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آئیں گی۔ پس اللہ تعالیٰ بہت بڑے مقاصد کے حصول کی حقیقی مسلمانوں کو خوشخبری دے رہا ہے لیکن اُن مسلمانوں کو جو ظالم نہ ہوں بلکہ انصاف پر قائم ہوں۔ جو خدا تعالیٰ کو بھولنے والے نہ ہوں بلکہ اس کی عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ جو دوسروں کے حقوق غصب کرنے والے نہ ہوں بلکہ حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ جو خود غرض نہ ہوں بلکہ بے نفس ہوں۔ جو خلافت احمدیہ سے وفا کا تعلق رکھتے ہوں۔ صرف اجتماعوں پر عہد دہرانے والے نہ ہوں بلکہ نیکیوں کو پھیلانے اور برائیوں سے روکنے کے لئے پہلے اپنے نفس کے جائزے لینے والے ہوں۔ جو نظام جماعت کی حفاظت کے لئے اپنی اَناؤں کو قربان کرنے والے ہوں۔ پس یہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنائیں گی۔ یہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے والا بھی بنائیں گی۔ یہ چیزیں ہیں جو وہ حقیقی احمدی بننے والا بنائیں گی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ماننے والوں سے توقع رکھتے ہیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 20/نومبر 2015ء بمقام مسجد بیت الاحد، ناگویا، جاپان)

....

الغرض یہ خلافت حقّہ سے وابستہ مومنین کی عبادتیں ہی ہیں جن سے دین کو تمکنت عطا ہوگی اور دنیا میں توحید کا ڈنکا بجے گا اور زمین اپنے ربّ کے نُور سے چمک اٹھے گی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خلافت کا عبادت کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آغاز خلافت سے ہی اس حقیقت کو بار بار جماعت کے سامنے رکھا اور مختلف پیرایوں میں، مختلف مواقع پر بڑی کثرت اور تکرار بلکہ اصرار کے ساتھ یہ مضمون جماعت کے سامنے پیش فرمایا اور ایک غیر معمولی عزم کے ساتھ پیش فرماتے چلے جاتے ہیں۔ آپ نے افراد جماعت کو بتایا کہ اگر آپ خلافت سے وابستہ برکات کو حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو عبادتگزار بننا ہوگا۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ یہی وہ ذریعہ ہے جس سے خلافت کے ساتھ تعلق مضبوط ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں گے۔ حضور انور نے اپنے خطبات و خطابات میں اور مختلف مساجد کے سنگ بنیاد اور افتتاح کی تقریبات کے مواقع پر بڑی تفصیل کے ساتھ عبادت کی باریک راہوں کی بھی نشاندہی فرمائی اور عبادت کے اعلیٰ معیاروں کی طرف بھی جماعت کی رہنمائی فرمائی اور فرماتے چلے جاتے ہیں۔

اے اللہ! ہمارے پیارے امام کی روح القدس سے نصرت فرماتا چلا جا اور ہمیں آپ کی نصائح اور ہدایات کی کماحقّہٗ اطاعت کی توفیق عطا فرما۔

ذیل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایسے متعدد ارشادات میں سے چند ایک درج کئے جاتے ہیں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچے اور حقیقی نمازی بنائے۔ اپنے سچے عبادتگزار بندوں میں شامل فرمائے تاکہ ہم حقیقی معنوں میں خلافت کی نعمت کا شکر ادا کرنے والے ہوں اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں اور روحانی توجہات کے فیض سے ایسی مقبول عبادتوں کی توفیق پائیں جن سے خدا تعالیٰ راضی ہوجائے اور ہم اس کے اَن گنت اور لازوال فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

۞...... **"ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلافت کے ساتھ عبادت کا بڑا تعلق ہے۔ اور عبادت کیا ہے؟ نماز ہی ہے۔ جہاں مومنوں سے دلوں کی تسکین اور خلافت کا وعدہ ہے وہاں ساتھ ہی اگلی آیت میں اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ کا بھی حکم ہے۔ پس تمکنت حاصل کرنے اور نظام خلافت سے فیض پانے کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ نماز قائم کرو، کیونکہ عبادت اور نماز ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والی ہوگی۔** ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس انعام کے بعد اگر تم میرے شکرگزار بنتے ہوئے میری عبادت کی طرف توجہ نہیں دوگے تو نافرمانوں میں سے ہوگے۔ پھر شکرگزاری نہیں ناشکرگزاری ہوگی اور نافرمانوں کے لئے خلافت کا وعدہ نہیں ہے بلکہ مومنوں کے لئے ہے۔ پس یہ انتباہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اپنی نمازوں کی طرف توجہ نہیں دیتا کہ نظام خلافت کے فیض تم تک نہیں پہنچیں گے۔

اگر نظام خلافت سے فیض پانا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرو کہ یَعْبُدُوْنَنِیْ۔ یعنی میری عبادت کرو۔ اس پر عمل کرنا ہوگا۔ پس ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ ...... ہمیشہ یاد رکھیں کہ افراد جماعت اور خلیفۂ وقت کا دوطرفہ تعلق اُس وقت زیادہ مضبوط ہوگا جب عبادتوں کی طرف توجہ رہے گی۔"

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 13/اپریل 2007ء)

۞...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدسالہ خلافت جوبلی کے تاریخی سال میں گھانا میں خطبہ جمعہ کے دوران فرمایا:

"یہ سال جس میں جماعت، خلافت کے 100 سال پورے ہونے پر جوبلی منا رہی ہے، یہ جوبلی کیا ہے؟ کیا صرف اس بات پر خوش ہوجانا کہ ہم جوبلی کا جلسہ کررہے ہیں یا مختلف ذیلی تنظیموں نے اپنے پروگرام بنائے ہیں، یا کچھ سوونیئرز بنالئے گئے ہیں۔ یہ تو صرف ایک چھوٹا سا

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

اظہار ہے۔ **اس کا مقصد تو ہم تب حاصل کریں گے، جب ہم یہ عہد کریں کہ اس 100 سال پورے ہونے پر ہم یہ عہد کرتے ہیں کہ اس نعمت پر جو خلافت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر اتاری ہے، ہم شکرانے کے طور پر اپنے خدا سے اور زیادہ قریبی تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اپنی نمازوں اور اپنی عبادتوں کی حفاظت پہلے سے زیادہ بڑھ کر کریں گے اور یہی شکرانِ نعمت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید بڑھانے والا ہوگا۔**

قرآن کریم میں جہاں مومنوں سے خلافت کے وعدہ کا ذکر ہے۔ اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور:57) اور تم سب نمازوں کو قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اس رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ پس یہ بات ثابت کرتی ہے کہ **خلافت کے انعام سے فائدہ اٹھانے کے لئے قیام نماز سب سے پہلی شرط ہے۔** پس مَیں جو یہ اس قدر زور دے رہا ہوں کہ ہر احمدی، مرد، جوان، بچہ، عورت اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے تو اس لئے کہ انعام جو آپ کو ملا ہے اس سے زیادہ سے زیادہ آپ فائدہ اٹھاسکیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا یہ سلسلہ تو ہمیشہ رہنے والا ہے لیکن اس سے فائدہ وہی حاصل کریں گے جو خدا تعالیٰ سے اپنی عبادتوں کی وجہ سے زندہ تعلق جوڑیں گے۔ پھر یہ جو آیت مَیں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز قائم کرنے کے ساتھ، عبادت میں اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے ساتھ تمہارے پر یہ بھی فرض ہے کہ مالی قربانی بھی کرو۔...... نئے شامل ہونے والے نومبائعین بھی اور نوجوان بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ مالی قربانی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کے حکموں میں سے ایک حکم ہے اور خلافت کے انعام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسے خاص طور پر بیان فرمایا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 18/اپریل 2008ء بمقام باغ احمد۔گھانا)

۞...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کینیڈا 2008ء کے موقع پر اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

’’اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے عبادت کرنے والے لوگوں سے ایک بہت بڑے انعام کا وعدہ کیا ہے یعنی خلافت کا۔ **عبادت کرنے والوں سے ہی خلافت کے انعام کا بھی وعدہ ہے۔ پس آج ہر مرد اور عورت کی، ہر جوان اور بوڑھے کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عبادت کے معیار بڑھانے کی طرف توجہ کرے۔ خلافت کی برکات کا فیض انہی کو پہنچے گا جو خود بھی عبادت گزار ہوں گے اور اپنی نسلوں میں بھی یہ روح پھونکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت سے فیض پانے والے وہی لوگ ہوں گے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔**

اس آخرین کے دور میں جب شرک کی طرف رغبت دلانے کے لئے نئے نئے طریق ایجاد ہو گئے ہیں۔ جب تجارتوں اور کھیل کود کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور کرنے کی کوشش کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ **جب شیطان انسان کو ورغلانے میں پہلے سے زیادہ مستعد ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے، اس کی عبادت کی طرف توجہ کرنے کے لئے ہمیں کوشش بھی پہلے سے بہت بڑھ کر کرنی ہوگی۔** اور پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص سچے جوش اور پورے صدق اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ ایسے عبادت کرنے والے کبھی ضائع نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ان کی نسلیں بھی شیطان کے شر سے بچی رہیں گی اور خلیفۂ وقت کی دعائیں ان کے حق میں اور ان کی دعائیں خلافت کے حق میں پوری ہوتی رہیں گی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کو ایسے لوگ عطا فرمائے ہوئے ہیں جو اس کی عبادت کرنے والے ہیں تبھی تو خلافت کے انعام سے بھی ہم فیضیاب ہو رہے ہیں اور انشاء اللہ، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ عبادت گزاروں کے لئے تمکنت دین کے سامان خلافت احمدیہ کے ذریعہ پیدا فرماتا چلا جائے گا۔ لیکن مَیں پھر اس بات کو دہراؤں گا کہ ہر ایک کو اپنے آپ کو اس گروہ میں شامل کرنے اور شامل رکھنے کے لئے خود بھی کوشش کرنی ہوگی۔‘‘

(ارشاد فرمودہ 27/جون 2008ء بمقام انٹرنیشنل کانفرنس سینٹر مسی ساگا، انٹاریو، کینیڈا)

۞...... حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے خلافت کے انعام سے فیض پانے والے ان لوگوں کو قرار دیا ہے جو نیک اعمال بھی بجالانے والے ہوں۔ **پس خلافت سے تعلق مشروط ہے نیک اعمال کے ساتھ۔ خلافت احمدیہ نے تو انشاء اللہ تعالیٰ قائم رہنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ لیکن نظام خلافت سے تعلق انہیں لوگوں کا ہوگا جو تقویٰ پر چلنے والے اور نیک اعمال بجالانے والے ہوں گے۔ اگر جائزہ لیں تو آپ کو نظر آ جائے گا کہ جن گھروں میں نمازوں میں بے قاعدگی نہیں ہے، ان کا نظام سے تعلق بھی زیادہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہیں ان کا خلافت اور نظام سے تعلق بھی زیادہ ہے۔‘‘**

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم/جولائی 2005ء بمقام انٹرنیشنل سنٹر ٹورانٹو۔کینیڈا)

۞...... 2008ء کے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ UK کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’یہ خلافت جوبلی کا جلسہ ہے اس لئے بہت بڑی تعداد یہاں آئی ہے، مطلب یہ کہ خلافت جوبلی کے سال میں ہونے والا پہلا جلسہ ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا اس دفعہ اکثریت اس حوالے سے اور اس اہمیت کو سامنے رکھتے ہوئے جلسہ میں شامل ہو رہی ہے۔ **پس جب اللہ تعالیٰ نے خلافت کی نعمت کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ وہ مومنین کی خوف کی حالت کو امن میں بدل دے گا تو اس آیت میں یہ بتایا کہ وہ لوگ میری عبادت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرانے کی وجہ سے ان پر یہ انعام ہوگا کہ ان کو خلافت کی وجہ سے تمکنت عطا ہوگی اور پھر یہ بات انہیں مزید عبادت کی طرف توجہ دلانے والی ہوگی۔**

اور پھر اگلی آیت جو اس آیت استخلاف کے بعد آتی ہے، اس کے شروع میں ہی فرمایا وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ (النور:57) **کہ عبادت کے لئے بنیادی چیز اور شریک نہ ٹھہرانے کے لئے پہلا قدم ہی نماز کا قیام ہے۔ اور قیام نماز کیا ہے؟ باجماعت نماز پڑھنا، سنوار کر نماز پڑھنا اور وقت پر نماز پڑھنا۔ نماز کے مقابلے میں ہر دوسری چیز کو ہیچ سمجھنا، کوئی حیثیت نہ دینا۔** پس ان دنوں میں تمام آنے والے مہمان، تمام جلسے میں شامل ہونے والے لوگ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دیں اور پھر صرف ان دنوں میں نہیں بلکہ ان دنوں میں یہ دعا بھی خاص طور پر کریں اور کوشش کریں کہ **ان دنوں کی نماز کی عادت ہمیشہ آپ کی زندگیوں کا حصہ بن جائے تا اس نعمت سے حصہ لیتے رہیں جو خلافت کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔ اور جو انفرادی طور پر بھی ہر احمدی کے لئے تمکنت کا باعث بنے گی اور جماعتی طور پر بھی تمکنت کا باعث بنے گی اگر ہماری عبادتیں زندہ رہیں۔** پس اپنی نمازوں کی حفاظت ان دنوں میں خاص طور پر کریں کہ یہی ہمارا بنیادی مقصد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے‘‘۔ فرمایا: ’’ ایمان کی جڑ بھی نماز ہی ہے‘‘۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْامِنْکُمْ **یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ** لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ **کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ تو ہر احمدی کو اس انعام سے فیض پانے کے لئے ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے اس جڑ کو پکڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کی جڑیں ہمیں اپنے دل میں اس طرح لگانی ہوں گی کہ جو چاہے گزر جائے لیکن اس جڑ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ کسی بھی حالت میں اس جڑ کو نقصان نہ پہنچے۔ کیونکہ اس کو نقصان پہنچنا یا نمازوں میں کمزوری دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں کمزوری پیدا ہو رہی ہے اور ایمان میں کمزوری جو پیدا ہوگئی تو خلافت سے تعلق بھی کمزور ہوگا۔ پس ان دنوں میں جب آپ خاص دنوں میں جمع ہوئے ہیں تو اپنی نمازوں کی حفاظت کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق نمازیں پھر ہماری حفاظت کریں۔ ہمارے ایمانوں میں مضبوطی پیدا ہو اور ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پاتے ہوئے اس کے انعام کے ہمیشہ وارث بنتے رہیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے کیا ہے‘‘۔**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/جولائی 2008ء بمقام حدیقۃ المہدی آلٹن۔برطانیہ)

(باقی آئندہ)

بقیہ: رپورٹ دورۂ جاپان از صفحہ نمبر 2

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بڑے افسوس کی بات ہے کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد جاپان پر بعض پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ اس لئے جاپانی قوم کے لئے شاید مشکل ہو کہ وہ کوئی بڑا قدم اُٹھا پائیں یا دنیا کے حالات کو نئی شکل دے سکیں مگر پھر بھی آپ کا ملک عالمی اور سیاسی معاملات میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پس آپ لوگوں کو اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنا چاہئے اور ملکوں اور قوموں کے مابین قیام امن کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ امسال تاریخ کے اس اندھیرے باب کو ستّر برس ہو گئے ہیں جب ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرائے گئے جو آپ کی قوم کے لئے آفت، بدحالی اور ایک بڑی تباہی کا باعث بنے۔ اسی وجہ سے آپ نے ایسے میوزیم بنائے ہوئے ہیں جو اُس تباہی اور کشت و خون کی حقیقی تصویر کشی کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان ایٹمی بموں کے بعض اثرات آج بھی چل رہے ہیں۔ جاپانی لوگ آج بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جنگ و جدل کس قدر خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ جس سانحہ سے آپ لوگ گزرے ہیں اس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ جنگِ عظیم کے بعد جاپان پر نہایت ظالمانہ اور غیر ضروری پابندیاں عائد کی گئیں اور جنگ کی کئی دہائیوں بعد بھی یہ پابندیاں جنگ کے بھیانک نتائج کی مسلسل یاد دلاتی ہوں گی۔ جب جاپان کے خلاف ایٹمی ہتھیار استعمال کئے گئے تو جماعت احمدیہ مسلمہ کے اُس وقت کے سربراہ جو ہمارے دوسرے خلیفہ تھے نے ان حملوں کی شدید مذمت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ **ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم دنیا کے سامنے اعلان کر دیں کہ ہم اس قسم کی خون ریزی کو جائز نہیں سمجھتے خواہ حکومتوں کو ہمارا یہ اعلان بُرا لگے یا اچھا۔** حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا کہ **’ان باتوں کے نتیجہ میں مجھے نظر آ رہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں جنگیں کم نہیں ہوں گی‘**۔ اور آج ان کے یہ انذاری الفاظ بالکل سچ ثابت ہو رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گو کہ تیسری جنگِ عظیم کا باقاعدہ اعلان تو نہیں ہوا مگر درحقیقت عالمی جنگ تو شروع ہو چکی ہے۔ دنیا بھر میں مرد، عورتوں اور بچوں کو مارا جا رہا ہے، ان پر تشدد کیا جا رہا ہے اور ان کو انتہائی اذیتناک اور دل شکستہ مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں تک ہمارا یعنی جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعلق ہے تو جہاں کہیں بھی دنیا میں ظلم ہو رہا ہو ہم نے ہمیشہ اس ظلم و ستم کی علی الاعلان مذمت کی ہے۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ہم ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھائیں اور ان ضرورتمندوں کی جن پر ظلم کیا جا رہا ہے مدد کریں۔ میں پہلے بھی یہ ذکر کر چکا ہوں کہ کس طرح جماعت احمدیہ مسلمہ کے سربراہ نے دوسری جنگِ عظیم کے وقت جاپان کے خلاف ایٹم بموں کے استعمال کی مذمت کی تھی۔ اس کے علاوہ ایک بہت ہی معروف اور ممتاز احمدی مسلمان جن کا دنیا میں ایک مقام اور اثر و رسوخ تھا انہوں نے بھی جاپان اور اس کے لوگوں کا دفاع کیا۔ میری مراد سَر چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ہیں جو کہ عالمی سطح پر دیگر اعلیٰ عہدے رکھنے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ بھی تھے اور بعد میں اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی کے صدر بھی بنے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد انہوں نے بعض بڑی طاقتوں کی مذمت کرتے ہوئے آواز اٹھائی کہ انہوں نے جاپان پر ناجائز پابندیاں لگائی ہوئی ہیں۔ 1951ء میں ہونے والی امن کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب نے پاکستانی وفد کے سربراہ کے طور پر کہا کہ جاپان کے ساتھ امن کا معاہدہ کسی انتقام یا ظلم کی بنیاد پر نہیں بلکہ انصاف اور مفاہمت کی بنیاد پر ہونا چاہئے۔ ’جاپان کے سیاسی و سماجی ڈھانچہ میں اصلاحات کا جو عمل شروع ہوا ہے وہ جاپان کے لئے روشن مستقبل کی امید لئے ہوئے ہے اور جس کی وجہ سے جاپان کا شمار دنیا کی دیگر امن پسند قوموں کے ساتھ ہوگا اور آنے والے دور میں جاپان ایک اہم کردار ادا کرے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ان کے اس خطاب کی بنیاد قرآن کریم کی تعلیمات اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ پر تھی۔ حقیقی اسلامی تعلیمات کو بنیاد بناتے ہوئے انہوں نے کہا: کسی بھی جنگ کے فاتح کو ناانصافی کا سہارا نہیں لینا چاہئے اور مفتوح قوم پر ہرگز غیر ضروری پابندیاں عائد نہیں کرنی چاہئیں جو ان کے مستقبل اور ترقی کو محدود کر دیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے یہ تاریخی بیان جاپان کے دفاع میں دیا کیونکہ بطور ایک احمدی مسلمان وہ صرف پاکستانی حکومت کی نمائندگی نہیں کر رہے تھے بلکہ سب سے پہلے وہ اسلام کی اعلیٰ تعلیمات کی نمائندگی کر رہے تھے۔

پس جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جو دوسروں کی نسبت بہتر طور پر جنگ اور ظلم و ستم کے اثرات کو سمجھتے ہیں۔ اس لئے جاپانی حکومت کو ہر سطح پر اور ہر ممکن طریق سے ظلم، بربریت اور ناانصافی کا مقابلہ کرنے اور روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہیں اس بات کو

یقینی بنانا چاہیئے کہ جس بہیمانہ حملہ کا سامنا انہوں نے کیا آئندہ اس کا دنیا کے کسی بھی حصہ میں ہرگز اعادہ نہ ہو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جب بھی جنگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو جاپانی قوم کو اور جاپانی حکمرانوں کو کشیدگیاں کم کرنے اور امن کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اسلام کو بربریت اور شدت پسندی کا مذہب سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے ان نظریات کی تائید میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ مسلم دنیا اس وقت دہشت گردی اور فتنہ وفساد سے بھری پڑی ہے۔ تاہم ان کے نظریات سراسر غلط ہیں۔ درحقیقت تاریخِ عالم میں امن کے بارہ میں اسلامی تعلیمات کا کوئی ثانی ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ہمارے دوسرے خلیفہ رضی اللہ عنہ اور چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے پُرزور طریق پر آپ کی قوم پر ہونے والے مظالم کے خلاف آواز اُٹھائی۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اب میں مختصراً بیان کروں گا کہ قیامِ امن کے حوالہ سے اصل اسلامی تعلیمات کیا ہیں۔ اسلام نے ایک بنیادی اصول بیان کیا ہے کہ ایسی جنگ جو اقتصادی یا جغرافیائی اقتدار کے حصول کے لئے یا دوسری قوموں کے قدرتی ذخائر پر قبضہ کرنے کے لئے لڑی جائے اسے ہرگز جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

مزید یہ کہ قرآن کریم کی سورۃ النحل کی آیت 127 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جنگ کی حالت میں جو بھی سزا دینی ہو وہ جرم کے مطابق ہونی چاہیئے اور جائز حدوں سے تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ جب جنگ ختم ہوجائے تو بہتر ہے کہ تم معاف کردو اور صبر کا مظاہرہ کرو۔

اسی طرح قرآن کریم کی سورۃ الانفال کی آیت 62 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب فریقین کے مابین تعلقات بگڑ جائیں اور جنگ کی تیاری شروع ہوجائے تو اگر ایک فریق صلح کی طرح ڈالے تو دوسرے فریق پر فرض ہے کہ وہ اس کو قبول کرے اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کسی کو مخالف فریق کی نیت اور اخلاص پر شک نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہمیشہ پُرامن حل کی طرف قدم اٹھانا چاہیئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم عالمی امن وتحفظ کے قیام کے لئے ایک بنیادی اصول ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ المائدہ کی آیت 9 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کی کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل وانصاف کے اصول ہی قربان کردو۔ بلکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ چاہے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں ہر حال میں انصاف اور راستبازی کے اصول پر مضبوطی سے قائم رہو۔ درحقیقت یہ انصاف ہی ہے جو تعلقات کو بہتر بنانے، بے چینیوں کو ختم کرنے اور جنگ کی وجوہات کو ختم کرنے کا ذریعہ ہے۔

قرآن کریم کی سورۃ النور کی آیت 34 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر جنگ میں کامیابی کے بعد تم جنگی قیدیوں کے ساتھ مکاتبت کرتے ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرائط مناسب ہوں تا کہ وہ ان پر آسانی کے ساتھ عمل کرسکیں اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تم انہیں قسطوں میں ادائیگی کرنے کی اجازت دے دو۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

امن کے قیام کے لئے قرآن کریم کی سورۃ الحجرات کی آیت 10 میں ایک اور سنہری اصول بیان کیا گیا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دو قوموں یا فریقین کے مابین کوئی تنازعہ ہے تو تیسرے فریق کو چاہیئے کہ وہ ثالثی کا کردار ادا کرتے ہوئے پرامن تصفیہ کروائے اور تصفیہ ہوجانے کی صورت میں اگر ایک فریق طے شدہ معاہدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو دوسری قوموں کو متحد ہوکر ظالم کے ہاتھ روکنے چاہئیں اور اگر ضرورت پڑے تو طاقت کا استعمال بھی کرنا چاہیئے۔ مگر جب تجاوز کرنے والا فریق پیچھے ہٹ جائے تو ان پر غیرضروری پابندیاں نہیں عائد کرنی چاہئیں بلکہ ان کو ایک آزاد قوم اور معاشرے کے طور آگے بڑھنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ یہ اصول عصرِ حاضر میں بالخصوص بڑی طاقتوں اور اقوامِ متحدہ جیسی عالمی تنظیموں کے لئے بے انتہا اہمیت کا حامل ہے۔ اگر یہ ان اقدار پر عمل پیرا ہوجائیں تو دنیا میں حقیقی امن اور انصاف کا قیام ہوجائے گا اور بیکار مایوسیاں خود بخود ختم ہوجائیں گی۔ اس طرح کے اور بھی بہت سے قرآنی احکامات ہیں جو بتاتے ہیں کہ کس طرح دنیا میں امن قائم کیا جاسکتا ہے اور کس طرح ہر قسم کی جنگ کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے رحمان اور رحیم خدا نے ہمیں امن کے لئے یہ اصول اسی لئے بتائے ہیں کہ وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق ہر قسم کے فتنہ وفساد سے آزاد ہوکر امن اور ہم آہنگی کے ساتھ مل جل کر رہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ دنیا میں امن اور ہم آہنگی کے فروغ کے لئے اپنا اثرورسوخ استعمال کریں۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی انتشار یا تصادم ہو وہاں ہم سب کا اجتماعی فریضہ ہے کہ ہم انصاف کے لئے کھڑے ہوں اور امن کے لئے کوشش کریں تا کہ ہم سب اس ہیبت ناک جنگ سے محفوظ رہ سکیں جو ستر سال پہلے ہوئی تھی اور جس کے تباہ کن اثرات کئی دہائیوں تک رہے اور شاید آج بھی جاری ہیں۔ جیسا کہ ایک چھوٹے پیمانہ پر تیسری عالمی جنگ کا آغاز پہلے ہی ہو چکا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے فرائض ادا کریں۔ قبل اس سے کہ حالات میں مزید کشیدگی پیدا ہو اور ساری دنیا کا احاطہ کرلے اور قبل اس سے کہ گھناؤنے اور مہلک ہتھیار دوبارہ چلیں جن سے ہماری آنے والی نسلیں بھی تباہ ہوجائیں گی ہمیں امن کے قیام کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ پس آئیں اور مل کر اپنا فریضہ ادا کریں۔ گروپ بندیاں اور بلاک بنانے کی بجائے ہم سب کو یکجا ہوکر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں بچا کیونکہ اگر بڑے پیمانہ پر تیسری عالمی جنگ شروع ہوگئی تو اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی تباہی اور بربادی ہمارے وہم وگمان سے بھی بالا ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت ہم یہ کہیں گے کہ ماضی میں ہونے والی جنگیں اس کی نسبت بہت چھوٹی تھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

میری دعا ہے کہ قبل اس سے کہ بہت دیر ہوجائے، دنیا کو اس صورتحال کی نزاکت کا احساس ہو اور انسان اپنے خدا کے حضور جھکے اور اس کے حقوق ادا کرے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو حکمت و دانائی عطا فرمائے جو مذہب کے نام پر جنگ کررہے ہیں یا جو لوگ جغرافیائی حدود پر قبضہ کرنے کے لئے اور اقتصادی فائدے حاصل کرنے کے لئے جنگیں کررہے ہیں۔ اللہ کرے کہ انہیں احساس ہو کہ ان کی جستجو کس قدر احمقانہ اور تباہ کن ہے۔ اللہ کرے کہ دنیا کے ہر خطہ میں حقیقی اور دیرپا امن قائم ہوجائے۔ آمین۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ سب کا آج کی تقریب میں شامل ہونے پر شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ آپ سب کا شکریہ۔

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب بارہ بج کر 50 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

....

مہمانوں کی طرف سے سوالوں کے جوابات

اس کے بعد، بعض مہمان حضرات نے سوالات کئے۔ **ایک مہمان نے سوال کیا کہ ہم جو ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمات کررہے ہیں کیا یہ کسی خاص وجہ سے ہیں یا اسلام کی تعلیم کی وجہ سے ہیں؟**

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ یہ سب خدمات اسلام کی تعلیم کی وجہ سے ہیں۔ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ انسانیت کی خدمت کرو، ضرورتمندوں کی مدد کرو اور تکلیف میں دوسروں کے کام آؤ۔ ہم تو ساری دنیا میں انسانیت کی خدمت کررہے ہیں اور اُس وقت تک یہ خدمت کے کام کرتے رہیں گے جب تک ان خدمات کی ضرورت ہے۔

☆ **ایک سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ** بت پرستی تو منع ہے لیکن جو مذہبی عمارتیں ہیں اور مذاہب کی تاریخی جگہیں ہیں ان کو گرانا، تباہ کرنا غلط ہے۔ اگر کوئی مذہب اپنی روایات کے مطابق عبادت کررہا ہے تو اس کی جگہوں کو تباہ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ یہ غلط ہے۔ اگر جائز ہوتا تو اسلام کے ابتدائی زمانہ میں یہ تباہ کی جاتیں لیکن اسلام میں کبھی ایسا نہ ہوا بلکہ ان مقامات کی حفاظت کی گئی۔

☆ **ایک طالبعلم نے عرض کیا کہ ہمیں سکول میں یہ سکھایا گیا ہے کہ بدھ ازم کی تعلیم امن کی تعلیم ہے۔ اب حضورانور کا خطاب سن کر مجھے پتہ چلا ہے کہ اسلام کی تعلیم بھی امن کی تعلیم ہے۔ بدھ ازم کسی مذہب کو بُرا نہیں کہتا تو کیا اسلام بھی کسی مذہب کو بُرا نہیں کہتا؟**

اس پر حضورانور نے فرمایا کہ اسلام کہتا ہے کہ ہر قوم میں ہر علاقے میں خدا تعالیٰ کے انبیاء آئے اور ہر نبی خدا سے ملانے اور اپنے ربّ کو پہچاننے اور محبت اور امن و سلامتی کی تعلیم لے کر آیا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر مجبور نہ کرے کہ تم اُس سے عدل نہ کرسکو۔ عدل کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔ پھر قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ تم دوسروں کے بتوں کو بُرا نہ کہو ورنہ وہ تمہارے خدا کے بارہ میں باتیں کریں گے اور تمہارے خدا کو بُرا کہیں گے تو اس طرح دنیا کا امن خراب ہوگا۔

حضورانور نے فرمایا کہ قرآن کریم میں ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں امن وسلامتی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ایک دوسرے کے احترام، بھائی چارہ اور رواداری کی تعلیم دی گئی ہے۔ حضرت بدھ علیہ السلام خدا کی طرف سے نبی آئے تھے۔ ہماری تعلیم کے مطابق وہ خدا کے ایک نبی تھے۔

....

اس کے بعد پروگرام کے مطابق مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ تمام مہمانوں نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیّت میں کھانا کھایا۔

کھانے کے بعد مہمانوں نے باری باری حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوکر شرف مصافحہ حاصل کیا۔ حضورانور نے ازراہ شفقت ہر ایک سے گفتگو بھی فرمائی۔ ہر ایک نے درخواست کرکے حضورانور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

ہر آنے والا مہمان حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت وجود سے فیضیاب ہوا اور ہر ایک حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شخصیت اور حضورانور کے خطاب سے انتہائی متاثر ہوا۔

....

جاپان کے قومی اخبار ASAHI کی جرنلسٹ کا حضورانور ایدہ اللہ سے انٹرویو

بعدازاں دو بج کر دس منٹ پر جاپان کے ایک قومی اخبار ASAHI کے جرنلسٹ نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ اس اخبار کی اشاعت اسّی لاکھ سے زائد ہے۔

جرنلسٹ نے عرض کیا کہ حضورانور کی تقریر کا شکریہ۔ حضورانور کے خطاب سے ہمیں بہت سے اہم پیغامات ملے ہیں۔

☆ بعدازاں **جرنلسٹ خاتون نے سوال کیا کہ احمدیہ آرگنائزیشن کی دنیا میں بہت سی برانچیں ہیں۔ جاپانی برانچ کی کیا پوزیشن ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ یہاں جاپان میں ہماری کمیونٹی چھوٹی ہے۔ جہاں تک تعداد کا تعلق ہے تو دوصد سے زائد نہیں ہے۔ افریقہ میں ہم ملینز میں ہیں۔ غانا میں بہت بڑی تعداد ہے۔ اسی طرح فرانکوفون ممالک میں جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ یہ سوال نہیں کہ ہم کم ہیں یا زیادہ، اصل میں کوالٹی ہے اور یہ بہتر ہونی چاہیئے۔ جو احمدیہ کمیونٹی کے ممبرز ہیں، ان کو ہر لحاظ سے فعّال ممبر ہونا چاہیئے۔ اسلام کی سچّی تعلیمات پر عمل کرنے والا ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔ ہر احمدی کی یہ دو خصوصیات ہونی ضروری ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا خدا سے تعلق قائم ہو اور دوسری یہ کہ وہ انسانیت کی خدمت کرنے والا ہو اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے والا ہو۔

☆ **جرنلسٹ نے سوال کیا: دنیا میں Radicalization میں اضافہ ہورہا ہے۔ انتہا پسند لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ کیا ان لوگوں سے کوئی بات کی جاسکتی ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضورانور نے فرمایا کہ ایسے لوگ ہم سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتے۔ ہم جس طرح اسلام کی سچّی تعلیمات پھیلارہے ہیں وہ ان کے عقیدہ کے مطابق نہیں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جب اسلام کا صرف نام رہ جائے گا اور مسلمان اسلامی تعلیمات کو بھلادیں گے تو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کو مبعوث فرمائے گا۔ تو ہمارے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود اور امام مہدیؑ آچکے ہیں اور یہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جس نے آنا تھا وہ آچکا ہے جبکہ ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ وہ ابھی نہیں آیا۔ پس یہ ہمارے اور اُن کے درمیان فرق ہے۔

حضورانور نے فرمایا کہ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اس زمانے میں تلوار کا جہاد نہیں ہے۔ اصل جہاد اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنا اور تبلیغ کا جہاد ہے، اشاعت اسلام کا جہاد ہے۔ جبکہ دوسرے اس بات کے قائل نہیں۔ اس لئے وہ ہمارے ساتھ کسی پلیٹ فارم پر بات نہیں کرتے۔

☆ **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ اسلام میں دوسرے لیڈران کے ساتھ بات چیت کرنے کے چانسز کیا ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضورانور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر آپ پلیٹ فارم مہیا کریں تو ہم تیار ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ جاپان میں جو بہت سے مسلمان ہیں وہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق دہشتگردی کو condemn کرتے ہیں۔

حضورانور نے فرمایا کہ ساری دنیا میں ہر سال لاکھوں لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ صرف اِس سال ہی ساری دنیا میں پانچ لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد لوگوں نے ہم کو join کیا ہے۔ ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں اور یہ تعداد مسلسل بڑھ رہی ہے۔

☆ **جرنلسٹ نے سوال کیا کہ پیرس (فرانس) کے واقعہ**

کا یہاں جاپان میں بھی بہت اثر ہوا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ براہ راست اس صورتحال سے متأثر نہیں ہیں۔ یہاں کی صورتحال مختلف ہے لیکن ایک انسان ہونے کے ناطے آپ کے بھی جذبات وہی ہیں جو اس واقعہ سے متأثر ہونے والوں کے ہیں۔ اور اس واقعہ کو condemn کرتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یورپ میں حالات مختلف ہیں۔ یورپین لوگ اب مسلمانوں سے خوف کھاتے ہیں۔ مسلمان یورپ میں پرابلم کا سامنا کر رہے ہیں اور یہ اُن چند دہشتگرد لوگوں کی وجہ سے ہے جنہوں نے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ ہم اس واقعہ کو condemn کرتے ہیں اور اس کا اسلام کی پُرامن تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سراسر اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

☆ **ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ** یورپ میں ہم احمدیوں کو پرابلم کا سامنا نہیں ہے۔ ابھی دو روز قبل برٹش پارلیمنٹ میں ایک ممبر پارلیمنٹ Margaret Ferrier ہمارے حق میں بولی ہیں کہ احمدی لوگ نہ صرف اس ملک میں معاشرہ کا اہم حصہ ہیں بلکہ ہر سال برٹش چیرٹی کے لئے ہزاروں پاؤنڈ اکٹھے کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے پیرس میں ہونے والے دردناک حملوں کی مذمّت کی ہے۔ حقیقی اسلام امن کا مذہب ہے اور احمدی مسلمان اپنی روزمرّہ زندگیوں میں اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور ان کا یقین ہے کہ ہر معاملہ کا پُرامن حل نکالنا چاہئے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ بعض دیگر مسلمان اسلام کی غلط تصویر پیش کر رہے ہیں۔ احمدی مسلمان پیار، محبت، برابری اور ملک کے ساتھ وفاداری اور امن کا پرچار کرتے ہیں۔ ان کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس برٹش ممبر پارلیمنٹ کے بیان کے بعد ہوم سیکرٹری Theressa May نے اُس کے بیان کی تائید کی اور کہا کہ مارگریٹ صاحبہ نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔ احمدی لوگ معاشرے کے لئے بہت اچھا نمونہ ہیں۔ یہ لوگ جن اقدار کو پیش کرتے ہیں اس پر خود عمل بھی کرتے ہیں اور ان کو اپنے معاشرہ کا حصہ بناتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ جو لوگ ہمیں جانتے ہیں وہ ہمارے بارہ میں اچھے خیالات رکھتے ہیں۔ صرف مسلمان ہی ہمارے خلاف ہیں کیونکہ ہم اُس قسم کے جہاد کے قائل نہیں ہیں جس کے یہ لوگ قائل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جاپان میں بھی وہ مسلمان جو پاکستان سے آتے ہیں یا دوسرے ممالک سے آتے ہیں وہ ہمارے خلاف ہیں۔ اگر ان کو یہاں کوئی موقع ملے گا تو وہ ہماری مخالفت ہی کریں گے۔

☆ **جرنلسٹ نے آخری سوال یہ کیا کہ اس دورہ پر آپ کا جاپانیوں کے لئے کیا پیغام ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہی پیغام ہے کہ دنیا میں امن و سلامتی کے لئے کوشش کریں۔ دنیا جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے۔ جاپانی قوم اس صورتحال کو صحیح طرح Realize کرسکتی ہے۔ جاپانی عوام اور حکومت کوشش کرے کہ دنیا میں امن قائم رہے اور تیسری جنگ عظیم کی صورتحال پیدا نہ ہو۔

انٹرویو کا یہ پروگرام دو بجکر 25 منٹ تک جاری رہا۔

....

بعد ازاں دو بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے

پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

....

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق شام چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ فیملی ملاقاتوں کا انتظام ہوٹل کے ہی ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔

آج ٹوکیو جماعت کی 31 فیملیز اور احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ مجموعی طور پر 89 افراد نے شرف ملاقات پایا۔

ان سبھی احباب اور فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر 40 منٹ تک جاری رہا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

....

پھولوں کی آرائش کا تحفہ

جاپان کے مذہب اور ثقافت میں پھول ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ خوبصورت پھولوں کی آرائش جاپانی تہذیب و ثقافت کا حصّہ ہے۔

آج ٹوکیو (Tokyo) میں ریسیپشن کے موقع پر جماعت کے ایک پرانے دوست اور بزنس مین Mr. Takeshi Kohji نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو خوش آمدید کہنے کے لئے اپنی طرف سے سارے ہال کو پھولوں سے سجایا ہوا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ مَیں کئی دن سوچتا رہا کہ جماعت کے سربراہ اور خلیفہ کا استقبال کس طرح کروں اور اس موقع پر کیا تحفہ پیش کروں۔ آخر مَیں نے یہ فیصلہ کیا کہ پھولوں کی آرائش سے خلیفۃ المسیح کو خوش آمدید کہنا سب سے بہترین تحفہ ہے۔

....

تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

اس موقع پر شامل ہونے والے مہمان حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سن کر بے حد متاثر ہوئے اور ان میں سے بعض نے اپنے تاثرات اور جذبات کا بھی اظہار کیا ہے۔ چند تأثرات قارئین کے ملاحظہ کے لئے پیش ہیں۔

☆ **نی ہون یونیورسٹی کے چانسلر Mr Urano Tatsuno صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

میں سوچتا رہا کہ آپ ہمیں کیا بتائیں گے؟ لیکن بیس منٹ کے اندر آپ نے گزشتہ تاریخ اور آئندہ آنے والے حالات کو جامع رنگ میں سمو دیا ہے۔ آپ نے حقائق اور حوالوں سے بات کی۔ جنگ کے نقصانات سے آگاہ کیا اور آئندہ جنگوں سے بچنے سے متنبہ کیا۔ انتہائی مختصر وقت میں اسلام کی تعلیم بھی بتا دی۔ یہ خطاب انگریزی اور جاپانی زبان میں پورے جاپان میں پھیلانا چاہیے۔

☆ **ایک دوست Martin Blackway جو کہ بزنس ایڈوائزر ہیں اور معروف شاعر بھی ہیں۔ ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں ۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

''جو کچھ میں نے کتاب میں لکھا تھا حضور نے اس پر مہر لگا دی ہے۔''

☆ **ایک مشہور سیاستدان کی بیٹی Ohara Blackway صاحبہ بھی اس تقریب میں شامل ہوئیں۔ انہوں نے کہا:**

آپ نے جاپانیوں سے خطاب کر کے ہم پر ایک احسان کیا ہے۔ ہم بہت متاثر ہوئے ہیں۔

☆ **ایک جاپانی دوست Shinsaku Lida صاحب نے بیان کیا:**

آج اگر آپ لوگ مجھے نہ بلاتے اور میں یہاں نہ آتا تو اپنا بڑا نقصان کرتا۔

☆ **اسی طرح آساہی اخبار کے چیف رپورٹر Kato Hironori صاحب بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

اگر جماعت احمدیہ جاپان اپنی رضا کارانہ خدمات کے ذریعہ ہمارے سامنے نہ آتی تو ہم اسلام کا یہ خوبصورت چہرہ دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔

☆ **ایک بدھسٹ فرقہ کے چیف پریسٹ اور رہنما Sato Ryoki صاحب اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے:**

''میں بدھسٹ ہوں لیکن حضور کی باتیں سن کر ہماری آنکھوں میں آنسو آ گئے ہیں۔''

حضور انور سے ملاقات کے بعد انہوں نے نماز بھی پڑھی اور جب تک حضور انور تشریف نہیں لے گئے اس وقت تک ہال میں موجود رہے اور حضور انور کو دیکھتے رہے اور آبدیدہ ہو کر نماز میں کچھ پڑھتے رہے۔

نوٹ: جب 2013ء میں حضور انور جاپان تشریف لے گئے تھے تو یہی بدھسٹ پریسٹ ایک reception میں شامل ہوئے تھے اور حضور انور سے ملے تھے۔ بعد میں ایک احمدی دوست نے ان کو کہا کہ آپ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کو اپنا وجود دکھائے تو کہنے لگے کہ میں تو خدا کا قائل ہی نہیں تو دعا کیا کروں؟ آج یہی بدھسٹ پریسٹ دوبارہ حضور انور کے پروگرام میں شامل ہوئے تو ان کی کایا ہی پلٹ گئی۔ حضور انور کی اقتدا میں نماز بھی پڑھی اور آبدیدہ بھی ہوئے۔

☆ **گاڑیاں بنانے والی ایک بڑی کمپنی کے صدر Serio Ito صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ وہ اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے:**

آپ ایک فرقہ کے سربراہ نہیں لگتے، بلکہ ایک ایسے عالمی راہنما ہیں جن کی ساری دنیا پر نظر ہے اور آپ کی باتیں ساری دنیا کے لئے راہ عمل ہیں۔

☆ **ایک جاپانی دوست Toshihisa Miyazaki صاحب نے کہا:**

آپ کا خطاب اور جاپانی قوم کو کی جانے والی نصائح غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں۔ آپ کے خطاب میں اسلامی تعلیم کے حوالے بھی تھے، تاریخ عالم کے حوالے بھی تھے۔ سان فرانسسکو امن معاہدہ میں کسی مسلمان کا کردار ہمارے لئے نئی بات تھی۔

☆ **ایک دوست Akiko Komura صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

جاپان کی تاریخ کے بارہ میں آپ کی معلومات ہم سے زیادہ ہیں۔ جنگِ عظیم دوم کی تباہ کاریوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے تیسری عالمی جنگ سے بھی خبردار کیا ہے۔

☆ **ایک جاپانی مسلمان دوست اسماعیل Hirano صاحب کہنے لگے:**

میں مسلمان ہوں لیکن کسی مسلمان عالم کے منہ سے ایسی بات نہیں سنی۔ تاریخ ہو یا جنگ کی تباہ کاریاں، آپ نے سب کچھ بیان کر دیا۔ میں قرآن پڑھتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں وہ ساری باتیں نہیں جانتا تھا جو خلیفۃ المسیح نے بیان فرمائیں۔

موصوف نے کہا کہ: گو کہ میں غیر احمدی مسلمان ہوں لیکن میں نے آپ کے خلیفہ کی شخصیت میں ایک رعب اور تحکم دیکھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ خلیفہ نے قرآن کریم کے حوالہ جات سے اسلامی تعلیم بیان کی اور یہ حوالہ جات ایسے ہی نہیں تھے بلکہ حقائق پر مبنی تھے۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ خلیفۃ اسلام کی نمائندگی نہیں کر رہے تھے۔ کیونکہ خلیفۃ المسیح نے جو بھی بیان کیا وہ قرآن کریم کے حوالہ جات کے مطابق بیان کیا اور بتایا کہ یہ اصل اسلام ہے۔ میں نے پہلے کبھی اپنی زندگی میں اسلام کی اس قدر خوبصورت تفصیل نہیں جانی تھی۔

میں نے پہلے کبھی تیسری عالمی جنگ کے بارہ میں نہیں سوچا تھا لیکن اب مجھے احساس ہوا ہے کہ تیسری عالمی جنگ دنیا کے لئے واقعی ایک خطرہ ہے۔ خلیفہ ایک دور اندیش انسان ہیں اور انہیں ہمارے مستقبل کی بھی فکر ہے۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں خلیفۃ المسیح کا شکرگزار ہوں۔

☆ **ایک دوست Yuka Kikuoka صاحب نے بیان کیا:**

خلیفۃ المسیح کے خطاب نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہمیں وہ باتیں بتائیں جن کے متعلق ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ ہم تو امن اور سکون کے اس ماحول میں ان خطرات کا تصور بھی نہیں کر سکتے جن کا آپ نے ذکر فرمایا۔ جنگ کتنی تباہ کن ہوتی ہے اور ایٹمی حملے کتنے ہولناک ہوتے ہیں، ہمیں یہ آج پتہ چلا ہے۔

☆ **ایک دوست Ito Hiroshi صاحب نے بیان کیا:**

دوسری جنگِ عظیم میں ہیروشیما پر ایٹمی حملہ کے بعد جماعت کے امام کی طرف سے مذمتی خطاب ایک غیر معمولی بات ہے۔ اس سے جماعت احمدی کا امن کے قیام کے لئے کردار واضح ہوتا ہے۔

☆ **ایک جاپانی دوست Mr Hidenor Sakanaka صاحب نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:**

میں نے آج یہ سیکھا ہے کہ جو لوگ اسلام کو 'داعش' کے ساتھ جوڑتے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ آج خلیفۃ المسیح نے ہمیں امن کا پیغام دیا ہے۔ آج کے دور میں دنیا امن کے خلاف چل رہی ہے اور میں خلیفۃ المسیح کی باتوں سے

اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آجکل جو ہم بم پھینکنے اور فضائی حملے کرنے کے لئے تحریکیں چلا رہے ہیں وہ سب بے بنیاد ہیں اور معصوموں کی جان لینے کا باعث بن رہے ہیں۔

☆ ایک جاپانی خاتون Hara صاحبہ نے بیان کیا:

آج سے پہلے میرا اسلام کے بارہ میں تأثر تھا کہ اسلام نہایت خطرناک مذہب ہے۔ لیکن آج خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ اسلام تو دراصل سب سے زیادہ امن پسند مذہب ہے۔ اور یہ بات میرے لئے بہت حیران کن ہے۔ جب خلیفۃ المسیح نے جاپان پر ہونے والے ایٹمی حملہ کی 70ویں anniversary کا ذکر کیا تو اس سے پتہ چل رہا تھا کہ خلیفۃ المسیح دنیا کے حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ خلیفہ کی لوگوں کے لئے ہمدردی اور پیار قابل ستائش ہے۔

☆ ایک جاپانی دوست Takeshi Koki صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

آج خلیفۃ المسیح کی تقریر سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اسلام احمدیت نہایت زبردست اور امن پسند مذہب ہے۔ اکثر جاپانی لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسلام برا مذہب ہے لیکن میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ کے خلیفہ صرف امن ہیں۔ خلیفہ کا کہنا تھا کہ آج سے 70 برس پہلے جو غلطیاں ہوئی تھیں انہیں دہرانا نہیں چاہئے۔ خلیفۃ المسیح نے جو بھی فرمایا وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی تھا۔

☆ ایک جاپانی دوست Mr Koji صاحب نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

آج خلیفۃ المسیح کا خطاب سن کر مجھے پتہ لگا ہے کہ *ISIS* اور اصل مسلمانوں میں کس قدر فرق ہے۔ میرے دل میں جو بھی خدشات یا پریشانیاں تھیں وہ سب دور ہوگئیں۔ خلیفۃ المسیح نے بالکل حق کہا کہ ہم تیسری عالمی جنگ کی طرف جا رہے ہیں اور خلیفہ نے ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف سے توجہ دلائی کہ ہمیں اس جنگ کو روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

☆ ایک جاپانی خاتون Miss Matsuki صاحبہ نے کہا:

خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت شاندار تھا۔ بہت سے لوگ اسلام کو برائی کے ساتھ جوڑتے ہیں لیکن آج مجھے پتہ چلا کہ اسلام تو بالکل اس کے برعکس ہے۔ اسلام تو ایک ایسا مذہب ہے جو امن کو فروغ دیتا ہے۔ میری عمر اتنی زیادہ نہیں ہے اس لئے میں دوسری جنگِ عظیم کے بارہ میں زیادہ تو نہیں جانتی لیکن خلیفۃ المسیح نے ہماری قوم کے ساتھ جس ہمدردی اور پیار کا اظہار کیا ہے اس کو سراہتی ہوں۔

☆ ایک جاپانی دوست Mr Miura صاحب نے بیان کیا:

آج خلیفۃ المسیح کے خطاب میں ہم سب کے لئے ایک نہایت اہم پیغام تھا۔ اور وہ پیغام یہ تھا کہ اس دَور میں جو اسلحہ اور بم ہیں وہ گزشتہ دَور کی نسبت کہیں زیادہ خطرناک اور مہلک ہیں۔ خلیفۃ المسیح کا کہنا تھا یہ وقت ایک دوسرے کو انگیخت کرنے کا نہیں بلکہ ایک دوسرے کے لئے محبت کے اظہار کا ہے اور یہ وقت یکجہتی پیدا کرنے کا ہے۔ خلیفہ نے بالخصوص ہم جاپانیوں کو ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے کیونکہ ہمیں علم ہے کہ جنگ کی تباہ کاریاں کیا ہوتی ہیں۔ خلیفہ نے فرمایا کہ جاپان کو چاہئے وہ اپنی تاریخ سامنے رکھتے ہوئے ہر قسم کے فساد کی روک تھام کے لئے سب سے آگے کھڑا ہو۔

☆ ایک دوست Yoshida (یوشیدا) صاحب نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

مجھے پہلے اس بات پر یقین نہیں آتا تھا لیکن آج معلوم ہوا ہے کہ اسلام عالمی سطح پر مذہبی آزادی چاہتا ہے۔ احمدیوں نے زلزلہ کے دوران ہماری مدد کی تھی اور اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ یہ اسلامی تعلیمات اور خلیفہ کی رہنمائی ہے، جس کے باعث وہ ایسے عمل کرتے ہیں۔ آپ لوگوں نے مشکل میں ہماری مدد کی تھی اور اب میں ہر مشکل میں احمدیوں کی جہاں بھی ضرورت پڑے مدد کرونگا۔

خلیفہ نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ ہم جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ گو کہ جاپان میں کوئی اندرونی لڑائی نہیں ہے لیکن آپ نے ہمیں اس بارے میں متوجہ کیا ہے کہ بیرونی لڑائیاں بھی ہمیں متاثر کریں گی۔

چاہے دوسرے لوگ ہمیں بہت اعلیٰ اقدار کے مالک سمجھتے ہوں لیکن میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ جاپان میں اخلاقیات زوال کا شکار ہیں۔ اس لئے ہمیں وہ امن پسند تعلیمات اپنانی چاہئیں جن کا خلیفہ پرچار کر رہا ہے۔

☆ ایک جاپانی دوست Mr Itesen نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا؛

اپنے تاثرات کا اظہار کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں بہت مشکور ہوں کہ اس قدر مشہور اور قابلِ احترام وجود اتنی دور سے سفر کر کے ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بہت فخر کی بات ہے کہ خلیفہ جاپان میں ہیں۔

آپ جاپانیوں کو امن کی تعلیم اور اسلام کی سچائی کی طرف بلانے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ عام طور پر ہمیں مسلمانوں سے ملنے کا اتنا اتفاق نہیں ہوتا لیکن میں اس بات پر بہت فخر محسوس کر رہا ہوں کہ آج میں دنیا کے سب سے عظیم مسلمان سے ملاقات کی ہے۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں۔

جب میں خلیفہ کو دیکھتا ہوں کہ تو سوائے حکمت، سچائی اور خلوص کے مجھے کچھ نظر نہیں آتا۔ آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ آپ سچ کہہ رہے ہیں، آپ کے وجود سے ہی سچائی چھلکتی ہے۔ آپ عظیم انسان ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ جنگ کب ہوگی، میں سمجھتا تھا کہ جنگ ہو کر رہے گی لیکن اب میرا خیال ہے کہ ہم اس جنگ کو روک سکتے ہیں لیکن اس کے لئے ہمیں خلیفہ کی باتوں پر عمل کرنا پڑیگا۔

مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہو رہی ہے کہ اسلام کی سچی تعلیمات جیسے خلیفہ پیش کر رہے ہیں، یہ ہمارے ملک کے لئے بہتر ہے۔

☆ ایک جرنلسٹ Takayano Kazuo صاحب بھی اس تقریب میں شامل تھے۔ انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

خلیفہ کا پیغام دراصل امن کا پیغام ہے۔ آپ نے امن قائم کرنے اور جنگ روکنے کے لئے جاپان کو اپنا کردار ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں اور یہی وقت کی ضرورت ہے۔ میں اس بات کی بہت قدر کرتا ہوں کہ آپ ہمارا درد محسوس کرتے ہیں جو ایٹمی حملوں سے ہم نے سہا اور آپ ہمارے اس دکھ اور تکلیف میں ہمارے ساتھ ہیں۔

....

علم فلکیات کے پی ایچ ڈی کے ایک سٹوڈنٹ کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات اور اس کے استفسارات کے جوابات

ناگویا میں ٹوکیو کی ایک مشہور یونیورسٹی (Rikyo University) کے ایک طالب علم Kohji Yajima صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی تھی۔

موصوف علم فلکیات (Cosmology) میں پی۔ ایچ۔ ڈی کر رہے ہیں۔ جماعت سے ان کا تعارف شمال مشرقی جاپان کے زلزلہ اور تسونامی کے بعد ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے لگائے جانے والے امدادی کیمپ میں ہوا جس کے بعد یہ تقریباً 6 ماہ وہاں کیمپ میں کام کرتے رہے۔ اس کے بعد یہ مستقل رابطے میں ہیں اور جماعت سے بہت اچھا تعلق رکھتے ہیں۔

حضور انور نے موصوف سے دریافت فرمایا کہ آپ کس مضمون پر تحقیق کر رہے ہیں؟

اس پر **موصوف نے بتایا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ اس کائنات کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟** اسی بارہ میں تحقیق کر رہا ہوں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ آپ Big Bang کے بارہ میں تحقیق کر رہے ہیں تو آپ کو یہ جان کر بڑی حیرت ہوگی قرآن کریم اس کے متعلق بہت پہلے بیان کر چکا ہے۔ حضور انور نے قرآن کریم سے آیت کا حوالہ نکال کر فرمایا کہ سورۃ الانبیاء کی آیت 31 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ کائنات، زمین و آسمان ایک بند چیز تھی۔ "ففتقنٰھما"۔ پس ہم نے انہیں پھاڑا اور کھول دیا اور اس سے یہ کائنات پیدا ہوئی۔ اور یہ بات بھی قرآن سے ثابت ہے کہ کائنات مسلسل بڑھ رہی ہے بلکہ قرآن کریم نے تو یہ بھی بتایا ہے کہ ہمارے عالم جیسے اور بھی کئی عالم اس کائنات میں موجود ہیں جو آہستہ آہستہ سائنس دریافت کر لے گی۔ اور یہ بات قرآن اُس وقت بیان کر چکا ہے جبکہ دنیا اس بات سے بالکل ناواقف تھی اور ابھی صرف چند سال پہلے ہی سائنس ان باتوں کو دریافت کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ قرآن کریم یقینی بات بتاتا ہے اور بہت سے سائنسدان ایسے گزرے ہیں جنہوں نے قرآن کی بات کو بنیاد بنا کر تحقیق کی اور قرآن نے صحیح نتائج تک ان کی راہنمائی فرمائی۔ انہی میں سے ایک ڈاکٹر عبدالسلام بھی تھے جنہوں نے قرآن کے دعویٰ کو بنیاد بنا کر تحقیق کی اور پھر ان کی کامیابی پر ان کو نوبیل پرائز بھی ملا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ قرآن میں 700 سے زیادہ آیات ایسی ہیں جو سائنس سے متعلق ہیں۔ اور انہوں نے قرآن کے اس دعویٰ پر تحقیق کی کہ ہر چیز جوڑے میں پیدا کی گئی ہے تو ایٹم کا بھی جوڑا ہوگا اور انہوں نے یہ ثابت بھی کیا۔

☆ موصوف Kohji صاحب نے سوال کیا کہ اگر میں قرآن پر ایمان لائے بغیر قرآن کو بنیاد بنا کر تحقیق کر کے کچھ ثابت کر سکوں تو کیا یہ غلط ہوگا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ اس کے بغیر بھی تحقیق کی نئی راہیں تلاش کر سکتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہر علم کی بات، حکمت کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے وہ اسے جہاں بھی ملے لے لینی چاہیے۔ اس لئے جو بھی آپ تحقیق کر کے ثابت کریں گے ہم اسے قبول کریں گے۔ خاص کر اگر آپ کوئی ایسی بات ثابت کریں گے جو پہلے سے قرآن کریم میں موجود ہوگی تو اس سے ہمارا ایمان اور بڑھے گا اور قرآن کی قطعیت پہلے سے بڑھ کر ہم پر واضح ہوگی۔ تو جس طرح علم کی بات، حکمت کی بات جس سے بھی ہمیں ملے ہم قبول کرتے ہیں تو ہم آپ سے بھی یہ چاہتے ہیں کہ آپ بھی ایسا ہی کریں اور قرآن کریم کو صرف ایک مذہبی کتاب سمجھ کر چھوڑ نہ دیں بلکہ اس کے اندر جو سائنسی حقائق بیان ہوئے ہیں، ان کو لیں اور غور اور تدبر کریں۔

☆ اس کے بعد Kohji صاحب نے سوال کیا کہ آپ کا دوسرے مذاہب کے بارہ میں کیا خیال ہے کیا وہ بھی سچے ہیں یا جھوٹے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا یہ ایمان ہے جیسا کہ قرآن نے فرمایا ہے کہ ہر ایک قوم میں اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے ہیں اور ہر نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا ہے اور ان کی راہنمائی کی ہے۔ اس لحاظ سے ہم موسیٰؑ، عیسیٰؑ، کرشنؑ، بدھؑ سب کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانتے ہیں۔ اور ہمارا یہ ماننا ہے کہ ہر ایک نبی نے ایک جیسی تعلیم ہی دی مگر ان کی وفات کے بعد بہت سی باتیں ایسی ہیں جو بعد میں آنے والے لوگوں نے ان کی تعلیم میں شامل کر دیں۔ اب یہ ان مذاہب کے ماننے والوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مذہب کی اصل تعلیم کو تلاش کریں اور اس پر عمل کریں۔ کوئی بھی مذہب جھوٹا نہیں تھا مگر جو باتیں بعد میں ان مذاہب میں داخل ہوئیں انہوں نے ان مذاہب کی اصل شکل بگاڑ دی ہے۔ اس اصل شکل کو تلاش کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ موصوف نے پوچھا کہ کیا ان اختلافات کے باوجود مختلف مذاہب کے درمیان امن کی کوئی راہ موجود ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ** بالکل موجود ہے اور اس بارہ میں جو اصول قرآن کریم نے بیان کیا ہے وہ بہترین اصول ہے اور وہ یہ کہ تمام مذاہب کے لوگ کسی ایسی بات پر اکٹھے ہو جائیں جو ان کے درمیان مساوی اور سانجھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم سب اللہ پر ایمان لاتے ہیں۔ تو اگر تمام مذاہب کے لوگ صرف اس بات پر مل بیٹھیں کہ ہم سب ایک خدا پر ایمان لاتے ہیں تو یہ بات بین المذاہب امن کے لئے ایک بہت اچھی بنیاد فراہم کرے گی۔

پھر ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کی قدر کرنا اور کوئی نازیبا الفاظ ان کی شان میں نہ کہنا بھی بین المذاہب امن کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس بارہ میں اسلام نے بہت مکمل اور جامع تعلیم دی ہے کہ کسی بھی مذہبی پیشوا کے متعلق کسی قسم کی توہین کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ فرمایا کہ ان کی تکریم کرنا اور ان پر ایمان لانا کہ وہ خدا کے فرستادے اور اس کے پیارے تھے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے۔

پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کسی کے جھوٹے خدا کو بھی برا مت کہو کہ وہ اس کے بدلے میں تمہارے سچے خدا کو برا بھلا کہے گا۔ تو اسلام نے تو امن کے سارے راستے اپنانے کی ہمیں تلقین کی ہے اور ہم اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔

Kohiji صاحب نے آخری سوال پوچھا کہ کیا اسلام پر ایمان لانے کے بغیر بھی نجات مل سکتی ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ ہمارا خدا جس پر ہم ایمان لاتے ہیں وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ اور اس نے اپنی کتاب میں یہ صاف فرما دیا ہے کہ ہر شخص کے لئے نجات کے دروازے کھلے ہیں بے شک وہ کوئی عیسائی ہے کوئی بدھ مذہب کا پیروکار ہے یا کسی بھی مذہب کا ماننے والا ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے والا ہو۔ بلکہ ہمارا خدا تو اس قدر رحم کرنے والا ہے کہ حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ دو آدمی آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے ایک نے کہا کہ میں نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا اور ہمیشہ برائی کی ہے۔ دوسرے نے کہا پھر تو تم جہنم میں جاؤ گے، مَیں نے تو بہت نیک اعمال کئے ہیں، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے وغیرہ اس لئے میں جنت میں جاؤں گا۔ تو جب وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوئے تو اللہ نے اس بندے کو جس نے کوئی عمل نہ کیا تھا جنت میں بھیج دیا اور جو کہتا تھا میں نے عمل کئے ہیں

اس کو فرمایا کہ تیرے سارے عمل ریا کاری کے لئے تھے اس لئے ان سب کا اجر اس آدمی کو دے دیا گیا ہے جس کو تُو جہنّمی کہتا تھا اور اس کو دوزخ میں ڈال دیا گیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ اللہ جو بہت رحم کرنے والا ہے نجات کا معاملہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جس کو چاہے بخش دے، جس کو چاہے سزا دے۔ ہمیں بس یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس کی باتیں مانیں اور نیک عمل کریں کہ اللہ ہمیں بخش دے۔

24 نومبر 2015ء بروز منگل

ٹوکیو (جاپان) سے روانگی اور لندن (برطانیہ) میں ورود مسعود

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے پانچ بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے آئے۔

آج جاپان سے لندن روانگی کا دن تھا۔ سات بجکر 45 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی اور ٹوکیو کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ Narita کے لئے روانگی ہوئی۔

ایئرپورٹ پر صبح سے ہی ٹوکیو اور ناگویا کی جماعتوں سے احبابِ جماعت مرد و خواتین اور بچے بچیاں اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے جمع تھے۔

برٹش ایمبیسی کی طرف سے ایک خصوصی انتظام کے تحت حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈز کے حصول اور پاسپورٹس پر exit stamp لگنے کی کارروائی مکمل ہوچکی تھی۔

آٹھ بجکر 50 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ پروٹوکول آفیسرز نے حضورانور کو ریسیو کیا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الوداع کہنے کے لئے آنے والے احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔ حضورانور نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور ایئرپورٹ کے اندرونی حصہ میں تشریف لے گئے۔ پروٹوکول آفیسر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اپنے ساتھ فرسٹ کلاس لاؤنج میں لے آئے جہاں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر کے لئے قیام فرمایا۔

یہاں سے دس بجکر 45 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جہاز پر سوار ہوئے۔ پروٹوکول آفیسرز حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جہاز کے دروازہ تک چھوڑنے آئے۔ برٹش ایئرویز کی پرواز BA 006 گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر Narita ایئرپورٹ ٹوکیو سے لندن (برطانیہ) کے ہیتھرو ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوئی۔ قریباً ساڑھے بارہ گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد لندن (یوکے) کے مقامی وقت کے مطابق دو بجکر چالیس منٹ پر جہاز لندن کے ہیتھرو انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ برطانیہ کا وقت جاپان کے وقت سے نو گھنٹے پیچھے ہے۔

جہاز کے دروازے پر ایئرپورٹ کے ایک پروٹوکول آفیسر نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ریسیو کیا اور اپنے ساتھ سپیشل لاؤنج میں لے آئے جہاں مکرم رفیق احمد حیات صاحب، امیر جماعت یوکے اور مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔

امیگریشن افسر نے اسی لاؤنج میں آکر پاسپورٹ دیکھے۔ یہاں ایئرپورٹ سے تین بجکر 25 منٹ پر روانہ ہوکر قریباً چار بجے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مسجد فضل لندن میں ورود مسعود ہوا جہاں احبابِ جماعت کی ایک کثیر تعداد نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ مسجد فضل کے احاطہ کو خوبصورت اور رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ مسجد کے بیرونی احاطہ میں ایک طرف خواتین اور بچیاں کھڑی تھیں اور دوسری طرف مرد احباب تھے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کرکے سب کو السلام علیکم کہا اور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

اس طرح آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جاپان کا یہ تاریخ ساز اور دُور رس نتائج کا حامل دورہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے عظیم الشان کامیابیوں اور کامرانیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں جن خوش نصیبوں کو اس تاریخی اہمیت کے حامل سفر پر جانے کی سعادت نصیب ہوئی ان کے اسماء بغرضِ ریکارڈ درج ہیں۔

۱۔ حضرت سیدہ امتہ السبوح صاحبہ مدظلہا العالی (حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) ۲۔ مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)۔ ۳۔ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب (ایڈیشنل وکیل المال، لندن)۔ ۴۔ مکرم عابد وحید خان صاحب (انچارج پریس اینڈ میڈیا آفس لندن)۔ ۵۔ مکرم سید محمد احمد صاحب (نائب افسر حفاظت خاص، لندن) ۶۔ مکرم محمود احمد خان صاحب (شعبہ حفاظت)۔ ۷۔ مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب (شعبہ حفاظت)۔ ۸۔ مکرم سخاوت علی باجوہ صاحب (شعبہ حفاظت) ۹۔ مکرم عطاء القدوس صاحب (شعبہ حفاظت)۔ ۱۰۔ خاکسار عبدالماجد طاہر (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

اس کے علاوہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل یوکے کے درج ذیل ممبران نے خطبہ جمعہ، مسجد کی افتتاحی اور reception کی تقاریب، حضورانور کے انٹرویوز اور دیگر جملہ پروگراموں کی ریکارڈنگ اور جاپان سے Live ٹرانسمیشن کے لئے اس دورہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی: ۱۔ مکرم منیر احمد عودہ صاحب۔ ۲۔ مکرم سفیر الدین قمر صاحب۔ ۳۔ مکرم سلمان عباسی صاحب۔ ۴۔ مکرم آصف ہادی صاحب۔

مکرم عمیر علیم صاحب انچارج شعبہ مخزن التصاویر نے بھی اس سفر میں شمولیت کی سعادت پائی۔ جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے ڈاکٹر تنویر احمد صاحب جاپان کے اس سفر کے دوران بطور ڈاکٹر ڈیوٹی پر قافلہ کے ساتھ رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے لئے یہ سعادت مبارک فرمائے۔

اس کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ یوکے سے چار خدام پر مشتمل اور مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کی طرف سے پانچ خدام پر مشتمل سیکیورٹی ٹیمیں حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاپان آمد سے قبل جاپان پہنچی تھیں۔ ان سب نے بھی بڑی مستعدی اور خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ کے دوران جو انٹرویوز ہوئے ان کی اخبارات اور ویب سائٹس پر اشاعت کا سلسلہ دورہ کے بعد بھی جاری رہا۔

☆ **Shingetsu نیوز ایجنسی کے صحافی Michael Penn** نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا تھا جو تفصیل سے الجزیرہ کی ویب سائٹ پر شائع ہوا۔ اس انٹرویو کو جاپان کے علاوہ دنیا بھر میں بہت سراہا گیا۔ انٹرویو لینے والے صحافی نے اس حوالہ سے لکھا کہ '**الجزیرہ انگریزی**' پر نا گویا مسجد کے افتتاح کے حوالہ سے جو میں نے آرٹیکل لکھا اس کا شمار ہفتہ بھر ویب سائٹ پر سب سے زیادہ پڑھے جانے والا آرٹیکلز میں ہوتا رہا۔ 22 ہزار سے زائد لوگوں نے اس کو فیس بُک پر شیئر کیا اور مزید جاری ہے۔' موصوف نے کہا کہ 'جب سے میں نے صحافت کا آغاز کیا ہے اس وقت سے لے کر اب تک میرا یہ سب سے زیادہ کامیاب آرٹیکل ثابت ہوا۔'

یہ انٹرویو **الجزیرہ انگریزی، 'نیوز ایجنسی'** اور جماعت احمدیہ کے twitter accounts اور فیس بُک کے ذریعہ لاکھوں لوگوں تک پہنچ رہا ہے اور جاپانی اخباروں کے بعد انگریزی دان طبقہ اور جاپان میں بسنے والے غیر ملکیوں تک بھی اسلام احمدیت کے پیغام کی اشاعت کا ذریعہ بن رہا ہے۔ **یہی انٹرویو مکمل ترجمہ کے ساتھ انڈونیشیا کے میڈیا میں بھی شائع ہوا۔**

☆ الجزیرہ کی ویب سائٹ پر جب یہ خبر شائع ہوئی تو بعض غیر احمدیوں نے احمدیوں کے لئے مسلمان کا لفظ استعمال کرنے پر اعتراضات بھی کئے۔ صحافی مائیکل پین صاحب نے ان اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ 'آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت احمدیوں کو غیر مسلم سمجھتی ہے لیکن مَیں احمدیوں اور ان کے رہنما خلیفہ سے ملا ہوں۔ اور ان سب کا کہنا ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کا مذہب اسلام ہے اور ان کی جماعت کا نام 'جماعت احمدیہ مسلمہ' ہے۔ میرے نزدیک جب وہ خود کہہ رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں تو پھر یہ بحث ہی ختم ہوجاتی ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں تو مجھے انہیں مسلمان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔

☆ جہاں میڈیا میں وسیع پیمانے پر مسجد کی کوریج کی جارہی ہے وہاں بعض مخالفینِ جماعت اعتراضات بھی کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاپانی لوگ ازخود ان اعتراضات کے جواب دیکر مخالفین کے منہ بند کررہے ہیں۔

☆ **اس کے علاوہ جاپان کے انگریزی میڈیا کے اخبار 'Japan Today' نے بھی الجزیرہ کی ویب سائٹ سے حضورانور کے الفاظ کو لیکر جلی حروف سے اپنی ویب سائٹس پر شائع کیا۔** اس حوالہ سے صحافی Michael Penn صاحب نے لکھا کہ:

'Japan Today' نے الجزیرہ ویب سائٹ سے خلیفۃ مرزا مسرور احمد صاحب کے انٹرویو کا quote لے کر شائع کیا ہے۔ میرے نزدیک اس انٹرویو کی جلد ہی ویڈیو بھی نشر کردینی چاہئے۔'

☆ اتفاق سے آجکل مغربی میڈیا خصوصاً امریکہ میں دائیں بازوں کے خیالات رکھنے والے طبقہ نے جاپان کے بارہ میں خبریں شائع کی ہیں کہ جاپان میں مسلمان مسجدیں تعمیر نہیں کرسکتے، قرآن کریم کی اشاعت نہیں کرسکتے اور جاپان میں اسلام کی تبلیغ کی ممانعت ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ جاپان کے صحافی، یونیورسٹیوں کے پروفیسرز اور بعض دیگر اہلِ علم لوگ 'مسجد بیت الاحد' جاپان کا حوالہ دے کر ان اعتراضات کا جواب دے رہے ہیں۔ چنانچہ اس کی وجہ سے بھی جاپان میں جماعت کا وسیع پیمانہ پر تعارف ہورہا ہے۔

☆ **24 نومبر 2015ء کو جاپان کے سب سے مشہور انگریزی اخبار 'The Japan Times' نے مسجد کے افتتاح کی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:** 'ایچی پریفیکچر Tsushima میں مسلمان جماعت کی ایک بہت بڑی مسجد کی افتتاح تقریب منعقد ہوئی۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے مطابق اس مسجد میں پانچ سو نمازیوں کی گنجائش ہے اور اس کا شمار جاپان کی بڑی مساجد میں ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کے عالمی سربراہ مرزا مسرور احمد صاحب نے مسجد کے افتتاح کے موقع پر کہا کہ 'پیرس میں ہونے والے دہشتگردانہ حملے نہایت ظالمانہ تھے اور جو لوگ معصوم لوگوں کی جانیں لیتے وہ اصل میں اللہ تعالیٰ کے غضب کو بلاتے ہیں۔ اسلام کو پھیلانے کے لئے کسی تلوار کی ضرورت نہیں ہے۔

اخبار نے لکھا: اس تقریب میں 27 بیرونی ممالک سے تشریف لائے ہوئے نمائندگان کے علاوہ مقامی جاپانی افراد، بدھسٹ پریسٹس اور شرائن کے نمائندگان شریک ہوئے۔

☆ اسی طرح گزشتہ جمعہ **27 نومبر کو بھی Nagoya TV کی ٹیم** مسجد آئی اور وہاں پر مسجد کے بیرونی احاطہ میں پودا لگانے کی تقریب اور جمعہ کے مناظر نشر کئے۔

جاپانیوں کی مسجد بیت الاحد میں دلچسپی

☆ میڈیا میں کوریج کی وجہ سے جاپانی لوگوں کی مسجد کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے اور جاپانی لوگ مختلف گروپس کی شکل میں اور انفرادی طور پر مسجد آرہے ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی واپسی کے اگلے روز ہی سات لوگ انفرادی طور پر اور دو گروپس مسجد کے وزٹ کے لئے آئے۔ اسی طرح نمازِ ظہر، نمازِ عصر اور نمازِ مغرب پر جاپانی، سری لنکن، ترک اور انڈونیشین مسلمان دوست شامل ہورہے ہیں۔ ان سب نے بتایا کہ انہیں اخبار اور ٹی وی کے ذریعہ مسجد کا علم ہوا تھا اور انہوں نے مسجد آکر بہت خوشی کا اظہار کیا۔

☆ اسی طرح ایک جاپانی دوست مسجد آئے اور آکر قرآن کریم اور اسلام کے بارہ میں دیگر لٹریچر کا مطالبہ کیا۔ ایک اور جاپانی دوست مسجد دیکھنے کے لئے آئے اور کہنے لگے کہ مسجد کا سب سے مقدس ترین حصہ کونسا ہے؟ اس پر انہوں نے محراب میں کھڑے ہوکر مخصوص جاپانی انداز میں مسجد کے لئے ادب و احترام کا اظہار کیا۔ لوگوں کی مسجد میں آمد کا یہ سلسلہ جاری ہے اور یہ مسجد جاپان میں اسلام کی تبلیغ کے لئے ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہورہی ہے۔

☆ بہت سے لوگ مسجد کے باہر سے ہی تصاویر کھینچ کرا پنے فیس بک اور دیگر سوشل میڈیا کے فورمز پر شیئر کررہے ہیں۔

☆ **حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس دورہ کے ذریعہ مختلف رپورٹس کے مطابق جاپان میں 52 ملین سے زائد افراد تک اسلام احمدیت کا پیغام جاپانی قوم تک پہنچا اور یہ سلسلہ مسلسل جاری ہے۔**

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 'مسجد بیت الاحد' کے افتتاح کے ذریعہ جاپان میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ایک نیا باب کھلا ہے جو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی جاپان میں اشاعتِ اسلام کی شدید خواہش کو پورا کرنے کا باعث ہورہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے لگایا ہوا یہ پودا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے سایہ تلے دن بدن ترقی کی منازل طے کرتا چلا جارہا ہے اور ہر آنے والا دن نئے انقلابات کی نوید لے کر آتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19 نومبر 1954ء میں فرمایا تھا:

"جاپان کتنا عظیم الشان ملک ہے، اگر ہم وہاں مشن کھول دیں اور خدا کرے، وہاں ہماری جماعت قائم ہوجائے تو احمدیت کی آواز سارے مشرقی ایشیا میں گونجنے لگ جائے گی۔"

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرقی ایشیا کے ملک جاپان میں مسجد بیت الاحد کی تعمیر سے احمدیت کی آواز نہ صرف جاپان کی سرزمین پر بلکہ اس مسجد کے میناروں سے یہ آواز سارے مشرقی ایشیا میں گونجے گی۔ کوریا، چین اور تائیوان اور دیگر مشرقی ایشیائی ممالک سب اسلام کے حسین پیغام سے فیضیاب ہوں گے اور سعید روحیں اس پیغام پر لبیک کہتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چشمہ سے سیراب ہوں گی۔ انشاء اللہ

بقیہ خطبۂ عید الاضحیٰ از صفحہ نمبر 20

اس کی راہ میں مرہی جاؤاور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہواسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ 99 حاشیہ)

تو یہ تقویٰ کا وہ معیار ہے جس کے ساتھ جانوروں کی قربانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا یہ مقام ہے جس کے ساتھ تمہیں اپنی قربانیاں پیش کرنی چاہئیں۔جس طرح یہ ادنیٰ جانور تمہاری چھری کے نیچے آ کر تمہاری خاطر اپنی قربانی پیش کر رہا ہے اس طرح تمہیں بھی اپنے ذہن میں یہ بات رکھنی چاہئے کہ اگر کبھی زندگی میں مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر قربان ہونے کی ضرورت پڑی تو مَیں اس بات کے لئے تیار ہوں۔ یہ ذہن میں ہونا چاہئے کہ یہ قربانی اس قربانی کی یاد میں ہے جب باپ نے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے اور بیٹے نے اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے پیش کیا تھا۔ جب باپ بیٹا چھری پھیرنے اور گردن پر چھری پھروانے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔جب اس جذبے سے قربانی کر رہے ہوگے تو یہ وہ تقویٰ کا معیار ہے جس کے مطابق کی گئی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔اصل تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا اور یہی چیز اس بات کی بھی یاد دلاتی ہے۔اس طرف بھی توجہ پیدا کرتی ہے کہ ہمیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کے جتنے بھی احکام ہیں ان پر عمل کرنے کے لئے بھی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

اس عظیم قربانی کی مثال نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والوں کو یہ نمونہ بھی دے دیا ہے کہ موت تو ایک دن آنی ہے۔ اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے زندگی کی کوئی قیمت نہیں۔ اُس زندگی کا کوئی فائدہ نہیں جو ایمان کھونے سے حاصل ہو اور اعلیٰ قربانی کا نمونہ دکھانے کے لئے تیار ہونے والے باپ بیٹا کی یہ مثال ہمیں دکھاتی ہے کہ کس طرح پیار کی نظر سے اللہ تعالیٰ نے دیکھا۔ یہ بھی مذہبی تاریخ کی ایک عظیم مثال ہے۔اس اطاعت اور صبر اور نیکی اور قربانی کے لئے تیار ہونے کی وجہ سے جبکہ گردن پر چھری پھرنے والی تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رُک جاؤ، چھری نہیں پھیرنی۔ مَیں نے تو تمہاری اطاعت اور قربانی کے لئے پیش کرنے اور تقویٰ کے معیار دیکھنے تھے۔ میں تو یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کس حد تک اطاعت ہے۔تم اس امتحان میں پورے اترے ہو۔اب اس کی کوئی ضرورت نہیں۔تمہارے سے اب میں نے بڑی قربانی لینی ہے جس کا ذکر رہتی دنیا تک رہے گا۔جیسا کہ ایک اور جگہ فرمایا ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى۔ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ۔ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا۔ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ۔ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (الصّٰفّٰت:103-109) اس کا ترجمہ یہ ہے کہ پس جب وہ اس کے ساتھ دوڑنے پھرنے کی عمر کو پہنچا۔اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں، خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس غور کر تیری کیا رائے ہے۔اس نے کہا اے میرے باپ! وہی کر جو حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تُو مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ پس جب وہ دونوں رضا مند ہو گئے اور اس نے اسے پیشانی کے بَل لٹا دیا تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم! یقیناً تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ ایک بہت کھلی کھلی آزمائش تھی اور ہم نے ایک ذبحِ عظیم کے بدلے اسے بچا لیا۔اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکر خیر باقی رکھا۔

وہ بڑے کام، وہ بڑی قربانی کیا تھی جس کی خاطر یہ بچایا گیا تھا۔ وہ ایک تو بے آب و گیاہ جنگل میں، بیابان جنگل میں ماں بیٹے کے مستقل رہنے کی قربانی تھی۔ جب حضرت ابراہیمؑ ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیلؑ کو چھوڑ کر گئے یا جا رہے تھے تو حضرت ہاجرہؑ نے پوچھا کہ چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں؟ بیوی کا بھی ایمان کمال کا تھا، کہا کہ اگر خدا کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو خدا کی قسم خدا ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ وہ اپنی خاطر کی گئی قربانیوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔ پھر دیکھیں خدا تعالیٰ نے انہیں کتنا پھل لگایا۔ نہ صرف وہی جنگل ایک شہر بن گیا بلکہ ان کی نسل میں سے بھی ایسا نبی مبعوث فرمایا جو خاتم الانبیاء کہلایا۔ جس کو خدا نے خود آخری نبی کہا۔ آپ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے شریعت کو کامل کیا اور اعلان کیا کہ یہی آخری شرعی نبی ہے اور اس کے بعد کوئی شرعی نبی نہیں آئے گا، نہ آ سکتا ہے۔ یہ میرا پیارا نبی ہے، اتنا پیارا ہے کہ فرمایا اگر اس کو پیدا نہ کرتا تو زمین و آسمان پیدا نہ کرتا۔

اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قربانی کے وہ اعلیٰ معیار قائم کئے جن کی مثال نہیں ملتی۔ جو مثال ذبح ہونے کے لئے تیار ہونے کی، اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کے لئے تیار ہونے کی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم کی تھی ویسی کئی مثالیں ہر روز، ہر دن چڑھنے کے ساتھ قائم ہونے لگیں۔ اور پھر صرف خود ہی یہ مثالیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم نہیں کیں بلکہ صحابہ کو بھی قوت قدسی کے زیر اثر ایسے اعلیٰ قربانی کے معیار قائم کرنے والا بنایا کہ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کیا چیز تھے وہ لوگ!

اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے اس لئے بچایا تھا کہ آئندہ ذبح ہونے کی، قربان ہونے کی اَور بیشمار مثالیں ان کی نسل میں سے، ان کے ماننے والوں میں سے قائم ہوں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قائم ہوئیں۔ شیطان اور اس کے چیلوں کو پتہ چلے کہ خدا پر ایمان رکھنے والے اس کی خاطر قربانی کرتے ہوئے کس طرح گردنیں کٹواتے ہیں اور کس طرح اپنا خون بہاتے ہیں۔

اور پھر ان قربانیوں کے کچھ نمونے آخرین کے زمانے میں بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے پہلوں سے ملنا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے نے بھی پہلے زمانے کے مشابہ ہونا تھا۔

اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ملنے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’یہ ہمارا زمانہ ہمارے اس مہینے سے مناسبت تام رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ آخری زمانہ ہے اور یہ مہینہ بھی اسلام کے مہینے میں سے آخری ہے‘‘۔ یعنی یہ مہینہ جو ذوالحجہ کا چل رہا ہے۔ ’’اور دونوں ختم ہونے کے قریب ہیں۔ اس آخری مہینے میں بھی قربانیاں ہیں اور اس آخری زمانے میں بھی قربانیاں ہیں۔ اور فرق صرف اصل اور عکس کا ہے جو آئینہ میں پڑتا ہے۔ اور اس کا نمونہ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں گزر چکا ہے۔ اور اصل روح کی قربانی ہے اے دانشمندو!۔ اور بکروں کی قربانیاں روح کی قربانی کے لئے مثل سایوں اور آثار کے ہیں‘‘۔ یعنی بکروں کی جو قربانیاں ہیں یہ اس روح کی قربانی کو دکھانے کے لئے ہیں۔ ’’پس اس حقیقت کو سمجھ لو اور تم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد یہ حق رکھتے ہو اور اس بات کے اہل ہو کہ اس حقیقت کو سمجھو اور تم ان میں سے ایک آخری گروہ ہو جو خدا کے فضل اور رحمت سے اس کے ساتھ شامل کئے گئے ہو۔ اور زمانوں کا سلسلہ جناب الٰہی سے ہمارے زمانہ پر ختم ہو گیا ہے۔ جیسا کہ اسلام کے مہینے قربانی کے مہینہ پر ختم ہو گئے ہیں اور اس میں اہل رائے کے لئے ایک پوشیدہ اشارہ ہے‘‘۔ جو سمجھنے والے ہیں ان کے لئے ایک اشارہ ہے۔ یہ زمانہ جواب ختم ہو رہا ہے اس کو سمجھیں اور مانیں۔ فرمایا: ’’اور مَیں ولایت کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں جیسا کہ ہمارے سیّد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اور مَیں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہیں مگر وہ جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔ اور مَیں اپنے خدا کی طرف سے تمام تر قوت اور برکت اور عزت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور یہ میرا قدم ایک ایسے منارہ پر ہے جو اس پر ہر ایک بلندی ختم کی گئی ہے۔ پس خدا سے ڈرو اے جوانمردو! اور مجھے پہچانو اور نافرمانی مت کرو۔ اور نافرمانی پر مت مرو‘‘۔ (ترجمہ خطبہ الہامیہ۔ روحانی خزائن جلد16 صفحہ 67 تا70)

الحمدللہ کہ ہم نے اس زمانے کو پہچانا اور خاتم الانبیاءؐ کی پیشگوئی اور حکم کے مطابق خاتم الاولیاءؑ پر بھی ایمان لائے۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس پاک جماعت میں شامل ہونے کے بعد ہمیں بھی ان قربانیوں کے عکس نظر آتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئیں۔ اس زمانے میں بھی وہ مثالیں ملتی ہیں جب بچوں کے ہاتھوں سے روٹی چھینی گئی۔ جب عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کیا گیا۔ اذیّتیں دے کر باپ بیٹے کو ایک دوسرے کے سامنے قتل کیا گیا۔ اپنے مقصد حاصل کرنے کے لئے اغوا کر کے جماعت کے مفاد کے خلاف کام لینے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اِن قربانیوں کے پُتلوں نے اپنی جانیں دے دیں لیکن اپنی وفا پر، اپنی قربانیوں کے معیار پر آنچ نہ آنے دی۔ اور جو سب سے بڑی قربانی ہوئی، جو اِس دَور کی ایک مثال ہے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت میں نظر آتی ہے، اُس وقت قائم کی گئی جب ایک بزرگ شہزادے کو بڑی بھاری زنجیروں میں جکڑ کر اندھیری کوٹھڑی میں بند کر کے مستقل یہ زور دیا جاتا رہا کہ مسیح موعود کا انکار کر۔ لیکن اس ایمان اور تقویٰ سے بھرے ہوئے دل کا یہی جواب ہوتا تھا کہ زندگی وہی ہے جو خدا کی خاطر گزرے۔ زندگی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتے ہوئے اس کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے گزرے۔ آج اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے مَیں نے آخرین کی جماعت کو اختیار کیا ہے۔ مسیح موعود کو مانا ہے جس کے ماننے کا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیدی حکم دیا تھا۔ اس مسیح موعود کو مانا ہے جس نے بعد میں آنے والوں کو پہلوں سے ملانا تھا۔ کیا مَیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھر جاؤں؟ ایک کیا ہزار جانیں بھی جائیں تو پروا نہیں ہے۔ پھر آدھا زمین میں گاڑ کر بھی یہی رَٹ لگائی کہ اب بھی انکار کر دو، اب بھی انکار کر دو، مان جاؤ تو جان بچ جائے گی۔ لیکن ہر دفعہ دشمن نے یہی جواب سنا کہ اس قربانی سے ہی تو مَیں نے اللہ تعالیٰ کا قرب پانا ہے اور یہی میری زندگی کا مقصد ہے۔ تو یہ ہے قربانی کی عید منانے کا طریق کہ ان قربانیوں کو یاد کیا جائے جنہوں نے آج دنیا کے کونے کونے میں احمدیت کو پھیلا دیا ہے۔ پس شہدائے احمدیت اور ان کے بچوں کو بھی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اسیرانِ راہ مولیٰ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ دوسرے قربانی کرنے والوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ آج ہر احمدی کی دعائیں اور قربانیاں، جماعت کے لئے قربانیاں دینے والوں کے لئے دعاؤں میں بدل جائیں۔ ان قربانیوں کی یاد دلانے والی بن جائیں جو اِن لوگوں نے جماعت کی خاطر دیں۔ قوم کے لئے قربانیاں کرنے والوں کی یادیں اگر قائم رہیں تو یہی ہیں جو قوم میں قربانیوں کے جذبے کو زندہ رکھتی ہیں اور اس کو ترقی کی منازل کی طرف لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کو بے شمار ترقیات سے جلد سے جلد نوازے۔

آج جمعہ بھی ہے۔ جمعہ کے لئے اعلان ہے آج جمعہ نہیں ہوگا۔ صرف نماز ظہر ادا کی جائے گی انشاء اللہ۔ وہ لوگ اپنی اپنی جگہوں پر پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے بعد اب مَیں سب کو عید مبارک کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ہمیشہ زندگیوں کی تمام خوشیوں سے نوازے اور اپنی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور انور نے خطبہ ثانیہ کے دوران بیت الفتوح میں موجود حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا: مَیں نے آپ کو جو عید مبارک دی ہے اس سے دوسرے ممالک یہ نہ سمجھیں کہ صرف آپ کو ہی دی ہے۔ تمام دنیا کے احمدیوں کو عید مبارک۔

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحبؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23 جولائی 2011ء میں مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کے قلم سے حضرت ماسٹر سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ (سابق مہر سنگھ) اور اُن کے بیٹے حضرت ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحبؓ کا ذکر خیر شامل ہے۔

حضرت ماسٹر سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ بہت بڑے داعی الی اللہ اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ احمدی ہونے کے بعد آپؓ نے اپنے والدین اور بھائیوں سے کہا کہ خدا نے مجھے بتایا ہے کہ 'اگر تم لوگ مسلمان ہوجاؤ گے تو تمہاری اولاد آگے چلے گی ورنہ تمہاری نسل ختم ہوجائے گی اور اب میں اس خاندان کا نیا آدم ہوں'۔ چنانچہ ان کے سب بھائی میّا سنگھ، گلاب سنگھ، پرتاب سنگھ لاولد فوت ہوگئے اور حضرت سردار عبدالرحمٰن مہر سنگھ کو خداتعالیٰ نے 6 بیٹے اور 7 بیٹیاں عطا فرمائیں۔

مہر سنگھ دس بارہ سال کی عمر میں حضرت مسیح موعودؑ کے پاس پہنچے تو حضورؑ نے آپؓ کو حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کے سپرد کردیا۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے ہی آپؓ کی کفالت فرمائی اور تربیت کی۔ اُن کا آبائی وطن بھیرہ تھا۔ چنانچہ پانچ سال کا عرصہ آپؓ نے بھیرہ میں گزارا اور وہیں سے میٹرک کیا۔ 313 صحابہ کی فہرست میں حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں 255 نمبر پر 'بھیرہ' میں شمار کیا ہے۔

خاکسار کے دادا حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ کا تعلق بھی بھیرہ سے ہے۔ وہ حضرت ماسٹر سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ کے ہم عمر اور کلاس فیلو تھے۔ بزرگوں کے اس دیرینہ تعلق کی وجہ سے خاکسار کا رشتہ حضرت ماسٹر صاحبؓ کی پوتی اور حضرت سردار نذیر احمد صاحب کی بیٹی سے ہوا۔

حضرت ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب کو خدمت دین، دعوت الی اللہ اور طب کے پیشہ کے ذریعہ بنی نوع انسان کی خدمت کا جنون تھا۔ ان کے ساتھ شروع سے ہی خارق عادت واقعات ہوتے رہے۔ 2 اکتوبر 1906ء کو پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ صاحبہ کو خواب میں پہلے ہی دکھایا گیا تھا کہ لڑکا ہوگا اس کا نام نذیر احمد رکھنا۔ ابھی وہ چند ماہ کے تھے کہ ان کی والدہ صاحبہ انہیں حضرت مسیح موعودؑ کے پاس لے گئیں اور خواب بھی سنائی۔ حضورؑ نے لڑکے کو گود میں لے کر پیار کیا اور فرمایا: ''ایک نذیر تو دنیا سے سنبھالا نہیں جاتا ایک اور نذیر آگیا ہے''۔

حضرت ماسٹر سردار عبدالرحمٰن صاحبؓ کا ارادہ تھا کہ اپنے بیٹے نذیر احمد کو B.A. کرائیں چنانچہ وہ F.A. پاس کرکے B.A. میں داخل ہوگئے۔ لیکن تب حضرت ماسٹر صاحبؓ کو خواب میں بتایا گیا کہ نذیر احمد کو ڈاکٹر بناؤ، وہ ڈاکٹر بن جائے گا۔ چنانچہ حضرت ماسٹر صاحبؓ کے کہنے پر انہوں نے کالج چھوڑا اور امرتسر میڈیکل کالج میں داخل ہونا چاہا لیکن گو F.A. میں اچھے نمبر آئے تھے تاہم میٹرک میں سیکنڈ ڈویژن تھی اس لئے داخلہ نہ مل سکا۔ پھر حضرت ماسٹر صاحبؓ کے کہنے پر وہ آگرہ کے میڈیکل کالج میں داخل ہونے کے لئے وہاں چلے گئے لیکن وہاں بھی داخلہ نہ ملا۔ انہوں نے اس صورتحال کی اطلاع اپنے گھر پر دی تو حضرت ماسٹر صاحبؓ نے انہیں لکھا کہ تم پروفیسروں سے ملتے رہو، اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوگا خواہ اس رنگ میں کہ کوئی لڑکا فوت ہوجائے یا کسی کو کالج سے نکال دیا جائے۔

چنانچہ آپؓ نے اپنے بزرگ والد کی اسی نصیحت پر عمل شروع کردیا اور اکثر پرنسپل سے دریافت کرنے لگے کہ کیا کوئی جگہ خالی ہوئی ہے؟ ایک دن پرنسپل نے آپؓ سے دریافت کیا کہ اب تم کیوں وقت ضائع کرتے ہو۔ اب تو ویٹنگ لسٹ کا بھی موقع نہیں رہا۔ تو آپ نے کہا کہ میرے والد صاحب کو خداتعالیٰ نے الہاماً بتایا ہے کہ مَیں ڈاکٹر بن جاؤں گا۔ پرنسپل نے حیران ہوکر پوچھا: کیا اس زمانہ میں بھی الہام ہوتا ہے؟

موسم گرما کی تعطیلات میں حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحبؓ نے ایک ماہ تبلیغ کے لئے وقف کیا اور سفر میں بھی دعا کرتے رہے کہ یاالٰہی میں تیرا کام کرتا ہوں تُو میرا کام کردے۔ اس سفر کے دوران موضع کریام (ضلع جالندھر) میں ظہر کی نماز میں کشفی حالت میں آپؓ کو آگرہ کا ایک ہندو لڑکا (سانولے رنگ کا) دکھایا گیا جسے پرنسپل نے کہا: ''نکل جاؤ، ہم نہیں مانگتا''۔ آپؓ نے حضرت حاجی غلام احمد صاحب امیر جماعت کریام سے یہ کشف بیان کردیا۔

اس کے دوتین روز بعد نذیر احمد صاحبؓ نے اطلاع دی کہ ایک ہندو لڑکا پرنسپل کے پاس سے گزرا۔ پرنسپل نے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟ اُس نے کہا کہ میں دوسہرے کی تعطیلات گزار کر گھر سے آیا ہوں۔ پرنسپل نے پوچھا کہ کیا سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل سے اجازت لے کر گئے تھے؟ لڑکے نے کہا کہ چھٹیوں میں سب لڑکے چلے گئے تھے، مَیں کوئی قیدی تو نہیں تھا کہ اجازت لے کر جاتا۔ اس گستاخانہ جواب پر پرنسپل نے برافروختہ ہوکر وہی الفاظ دہرائے جو کشف میں بتائے گئے تھے اور یہ بھی کہا کہ پہلے تمہارا قصور نہ تھا لیکن اب قصور ہوگیا ہے۔

پھر پرنسپل نے (قریب کھڑے ہوئے) نذیر احمد صاحبؓ سے کہا کہ اگر آج تم ایک ہزار روپے کی ضمانت دے سکتے ہو تو تمہیں داخل کرلیا جائے گا۔

چنانچہ آپؓ ضمانت دے کر داخل ہوگئے حالانکہ اس وقت سہ ماہی امتحان ہوچکا تھا۔ تاہم دعا اور محنت سے آپ مسلسل تین سال تک سالانہ امتحانات میں اوّل آتے رہے۔ جب چوتھے سال کا فائنل امتحان ہوا تو اس میں پریکٹیکل کے 35 نمبر آپؓ کو ملے۔ آپؓ کو بڑی فکر ہوئی کہ اس طرح آپؓ اوّل آکر میڈل نہیں لے سکتے تھے۔ چنانچہ آپؓ نے اپنے والد حضرت ماسٹر صاحبؓ کو بڑی پریشانی کا خط لکھا۔ انہوں نے جواباً تحریر فرمایا: ''تم گھبراتے کیوں ہو، ہمارا خدا بڑا قادر ہے، ہم دعا کریں گے۔ کیا پتہ تمہارے مارکس 35 کی بجائے 53 ہوجائیں اور تمہاری پوزیشن برقرار رہے''۔ چنانچہ یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا اور لکھنے والوں نے غلطی سے 35 کی بجائے 53 نمبر لکھ دیئے اور اس طرح حضرت سردار نذیر احمد صاحبؓ اوّل قرار پائے۔

ڈاکٹر بننے کے بعد حضرت سردار نذیر احمد صاحبؓ کو شاندار خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ 1935ء میں آپ کو حضرت مصلح موعودؓ نے اہل حبشہ کی خدمت کے لئے بھجوایا۔ اس وقت اٹلی اور حبشہ کے درمیان جنگ ہورہی تھی۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ نے خلیفۂ وقت کی توقعات کے مطابق (ریڈکراس کے ذریعے) عین میدان جنگ میں طبّی خدمات سرانجام دیں اور ساتھ ہی غیرمعمولی دعوت الی اللہ کی توفیق بھی پائی۔

ستمبر 1936ء میں آپؓ فلسطین، مصر اور شام کی سیاحت اور ان علاقوں میں تبلیغ میں مصروف رہے۔ 1937ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر کینیا چلے گئے اور 1939ء تک وہاں قیام فرمایا۔ 1940ء میں حاجیوں کے ایک جہاز میں میڈیکل آفیسر مقرر ہوئے۔ اس دوران بمبئی، جدّہ اور کراچی کئی بار آنا جانا ہوا۔ نیز حج کرنے کی بھی توفیق ملی اور مکہ معظّمہ، عرفات، منیٰ، مزدلفہ اور جدّہ میں تبلیغ کرتے رہے۔

1941ء میں حضرت ڈاکٹر صاحبؓ نے ڈلہوزی آکر پریکٹس شروع کردی۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک پر ایبے سینیا (حبشہ) کے بادشاہ ہیل سلاسی کو خط لکھا کہ جنگ کے دوران آپؓ کی خدمات کے عوض وہ آپؓ کو میڈیکل سروس میں لے لیں۔

1943ء میں آپؓ عدن چلے گئے اور ایک سال سرکاری ہسپتال میں سروس کی اور خوب تبلیغ بھی کی۔

اگست 1944ء میں آپؓ دوبارہ حبشہ چلے گئے اور قائمقام سول سرجن لگ گئے۔ شاہ حبشہ ہیل سلاسی سے کئی بار آپؓ کی ملاقات بھی ہوئی۔ وہاں عام آدمی سے لے کر شاہی محل تک آپؓ نے احمدیت کا پیغام نہایت حکمت سے پہنچایا۔ 9 سال (1953ء تک) آپؓ نے حبشہ میں خوب کام کیا۔ اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے ایک ماہ پاکستان میں گزار کر واپس حبشہ تشریف لے گئے۔ لیکن جولائی 1953ء میں پادریوں نے آپؓ کی تبلیغی سرگرمیوں کو دیکھ کر شکایت کی۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کو نیروبی (کینیا) چلے جانے کا ارشاد فرمایا۔ 1960ء تک آپ کینیا میں مقیم رہے۔

1960ء میں آپؓ یورپ تشریف لے گئے اور وہاں سے آنکھوں کے علاج میں مہارت حاصل کی۔ 1962ء میں قادیان اور پھر ربوہ میں جلسہ سالانہ پر حاضر ہوئے اور پھر واپس برطانیہ جاکر برمنگھم میں سرجری کھول لی۔ جرمنی میں بھی مقیم رہے۔ نو سال یہاں گزارنے کے بعد حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ کی نصرت جہاں سکیم پر لبّیک کہا اور پھر کئی سال تک سیرالیون اور گھانا میں خدمت کی توفیق پائی۔ وہاں سے فارغ ہوئے تو لندن آگئے۔

1984ء میں آپؓ وقف عارضی کرکے سپین بھی گئے۔ 27 دسمبر 1987ء کو لندن میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ آپؓ نے اپنے پیچھے 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں چھوڑیں جن میں سب سے بڑے بیٹے مکرم ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب برطانیہ میں نیشنل سیکرٹری تبلیغ ہیں۔

حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے یکم جنوری 1988ء کو نماز جمعہ کے بعد حضرت ڈاکٹر صاحبؓ کی نماز جنازہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ میں ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے سلسلہ کے ایک بہت ہی مخلص فدائی کارکن ڈاکٹر سردار نذیر احمد صاحب ابن سردار عبدالرحمٰن صاحب (مہر سنگھ) چند دن پہلے وفات پاگئے ہیں۔ انگلستان کی جماعت ہی صرف ان سے واقف نہیں بلکہ پرانے قادیان کے پروردہ سب احمدی ان کو خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور مختلف ممالک میں ان کو خدمت دین کی بڑی توفیق ملتی رہی۔ سادہ لوح، سادہ دل، بےنفس انسان جن کا ظاہر اور باطن ایک تھا۔ اس سے زیادہ میرے علم میں ان کی کوئی تعریف نہیں آسکتی۔ سچے آدمی تھے جو ظاہر تھا وہی باطن تھا۔ نیک دل، نیک نفس، خدمت کرنے والے، ہر قسم کے تکبر سے پاک تھے۔ بہت اچھی طرح اپنے بزرگ باپ کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی عمر بھر کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کے نقش قدم پر چلائے اور ان کے دوسرے بھائیوں اور ان کی اولاد کو بھی اپنے بزرگ حضرت عبدالرحمٰن صاحبؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحبؓ کی اہلیہ اوّل مکرمہ غلام فاطمہ صاحبہ چکوال کے ایک قدیم اعوان احمدی گھرانے کے محترم ملک کرم دین صاحب مومن کی بیٹی تھیں۔ 16 دسمبر 1933ء کو شادی ہوئی۔ محلّہ میں لجنہ کی سالہاسال محاصل رہیں۔ 22 جنوری 1978ء کو لندن میں وفات پائی۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

حضرت سردار ڈاکٹر نذیر احمد صاحبؓ نے ایک شادی ایک جرمن خاتون سے بھی کی۔ وہ آپؓ کے ساتھ سیرالیون اور گھانا میں ہاتھ بٹاتی رہیں۔ اُن کا نام پہلے Juliane Koopmann تھا اور احمدی ہونے کے بعد جمیلہ کہلائیں۔ اور پھر ڈاکٹر صاحبؓ نے اُن کا نام خدیجہ رکھ دیا۔ انہیں خلافتِ رابعہ کے دوران دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن میں مختلف خدمات کی سعادت ملتی رہی ہے۔ ان کے بارہ میں ایک مضمون یکم مارچ 2002ء کے شمارہ میں ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بن چکا ہے۔

محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25 جولائی 2011ء میں شائع ہونے والے مضمون میں مکرمہ ت۔ فاتح صاحبہ نے اپنی دادی محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ 102 سالہ نہایت صحت مند اور خوشگوار زندگی گزار کر 17 اکتوبر 2010ء کو وفات پاگئیں۔ آپ 1908ء میں ضلع گجرات کے ایک گاؤں کھدریالہ میں پیدا ہوئیں اور 1928ء میں شادی کے بعد آپ ڈھپئی ضلع سیالکوٹ میں آگئیں۔ شوہر ریلوے میں ڈاکٹر تھے اس لئے ان کا تقرّر مختلف شہروں میں ہوتا رہا لیکن ریٹائرمنٹ کے بعد مستقل سکونت گاؤں میں ہی اختیار کی۔ آپ نے شادی کے بعد اپنے شوہر کی پہلی مرحومہ بیوی کے تین بیٹوں کو اپنے بچے سمجھ کر پیار دیا اور ان کو کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی 9 بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا۔ آپ نے تمام اولاد کی پرورش اور تعلیم وتربیت نہایت خوش اسلوبی سے کی۔

آپ نہایت مشفق، غریبوں سے ہمدردی کرنے والی اور نماز کی پابند خاتون تھیں۔ قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کرتی رہیں۔ زندگی کے آخری بارہ دن بیہوش رہیں۔ اس سے قبل کبھی پنجوقتہ نماز اور تلاوت قرآن کریم کی عادت کو نہ چھوڑا۔ دعا بہت کرنے والی اور طویل نمازیں ادا کرنے والی تھیں۔ غریبوں سے ہمدردی ایسی تھی کہ آپ کی وفات پر گاؤں کے کئی غرباء اور خصوصاً آپ کے ملازم رو رہے تھے۔ طبیعت نہایت صفائی پسند تھی۔ آخری وقت تک اپنے بستر اور کپڑوں میں اور کھانے میں صفائی کا خاص خیال رکھا۔ آپ جہاں بھی جاتیں اپنے بستر پر بچھانے والی سفید چادر، اپنا کمبل اور اپنا قرآن مجید ہمیشہ ساتھ رکھتیں۔ باقاعدگی سے دینی رسالوں کا مطالعہ کرتیں۔ بہت سی نظمیں زبانی یاد تھیں۔ 1937ء میں نظام وصیت میں شامل ہوئیں۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

January 08, 2016 – January 14, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 08, 2016

00:05	World News
00:25	Tilawat: Surah An-Noor, verses 64-65 and Surah Al-Furqan, verses 1-11 with Urdu translation.
00:40	Dars-e-Malfoozat
00:55	Yassarnal Quran: Lesson no. 49.
01:20	Inauguration Of Gillingham Mosque: Recorded on March 01, 2014.
02:35	Spanish Service
03:05	Pushto Muzakarah
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 201-214 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 23. Rec. November 30, 1994.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 200.
06:00	Tilawat: Surah Al-Furqan, verses 12-21 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 35.
07:00	Khuddam Ijtema Address: Rec. June 22, 2014.
08:05	Dars-e-Malfoozat
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on January 09, 2016.
09:55	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 86.
11:35	Tilawat: Surah An-Naml, verses 59-76.
11:50	Seerat-un-Nabi: The topic of 'kindness towards women by giving them rights'.
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondhane
15:45	Kasauti
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:25	Khuddam Ijtema Address [R]
19:30	Open Forum
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday January 09, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Yassarnal Quran
00:55	Khuddam Ijtema Address
02:10	Friday Sermon: Recorded on January 08, 2016.
03:20	Rah-e-Huda: Recorded om January 09, 2016.
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 201.
06:00	Tilawat: Surah Al-Furqan, verses 22-35 with Urdu translation.
06:10	Dars Majmooa Ishteharaat: Writings and announcements made by the Promised Messiah (as), which were published in the newspapers.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 15.
06:55	Lajna Ijtema Germany Address: Recorded on September 17, 2011.
08:05	International Jama'at News
08:35	Story Time: Programme no. 36.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Surah An-Qasas, verses 77-89.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Hamara Aaqa
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Lajna Ijtema Germany Address [R]
19:35	Faith Matters: Programme no. 180.
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday January 10, 2016

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
00:55	Al-Tarteel
01:20	Lajna Ijtema Germany Address
02:30	Story Time: Programme no. 36.
02:55	Friday Sermon: Recorded on January 08, 2016.
04:00	Hamara Aaqa
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 287.
06:00	Tilawat: Surah Al-Furqan, verses 36-49 with Urdu translation.
06:15	Yassarnal Quran: Lesson no. 48.
06:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on May 20, 2013 in Canada.
07:40	Faith Matters: Programme no. 180.
08:35	Question And Answer Session
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on September 19, 2014.
12:05	Tilawat: Surah 'Ankaboot, verses 1-17.
12:15	Aao Husne Yaar Ki Batain Karein [R]
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
16:15	Seerat-un-Nabi
16:55	Kids Time: Programme no. 17.
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
20:35	Ashab-e-Ahmad
21:10	Seerat-un-Nabi
21:40	Guftugu - Tariq Ali
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday January 11, 2016

00:30	World News
00:45	Tilawat
01:00	Aao Husne Yaar Ki Batain Karain
01:20	Yassarnal Quran
01:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:40	Ashab-e-Ahmad
03:20	Friday Sermon: Recorded on January 08, 2016.
04:20	Seerat-un-Nabi
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 202.
06:00	Tilawat: Surah Al-Furqan, verses 50-63.
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 15.
06:55	Reception At Maryam Mosque: Recorded on September 26, 2014.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 01, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on August 14, 2015
11:05	Mehfil-e-Na'at-e-Rasool: Urdu poetry with Jamia Ahmadiyya Qadian.
12:05	Tilawat: Surah 'Ankaboot, verses 18-31.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on February 19, 2010.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Mehfil-e-Na'at-e-Rasool [R]
16:00	The Bigger Picture: Rec. December 22, 2015.
16:50	Hijrat
17:30	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Reception At Maryam Mosque [R]
19:25	Somali Service
20:00	Qisas-ul-Ambiyaa
20:45	Dars-e-Malfoozat [R]
21:00	Servants Of Allah
22:05	Friday Sermon [R]
22:55	Mehfil-e-Na'at-e-Rasool [R]

Tuesday January 12, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Reception At Maryam Mosque
02:30	Kids Time
03:05	Friday Sermon
03:55	Hijrat
04:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 203.
06:00	Tilawat: Surah Al-Furqan, verses 64-78 with Urdu translation.
06:15	Dars Majmooa Ishtehara'at
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 49.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna: Recorded on May 25, 2013 in Germany.
08:00	Open Forum
08:40	Question And Answer Session: Recorded on January 29, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 08, 2016.
12:05	Tilawat: Surah 'Ankaboot, verses 32-45.
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:00	Faith Matters: Programme no. 179.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service: Programme no. 09.
15:30	Open Forum [R]
16:00	Roshan Hoi Baat
16:55	From Democracy To Extremism
17:45	Yassarnal Quran [R]
18:05	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 08, 2016.
20:30	Aao Urdu Seekhain
21:00	Australian Service
21:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf
21:45	Faith Matters: Programme no, 179.
22:35	Question And Answer Session [R]

Wednesday January 13, 2016

00:00	World News
00:15	Tilawat
00:30	Dars Majmooa Ishtihirat
00:55	Yassarnal Quran
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna
02:10	Islami Mahino Ka Ta'aruf
02:30	Aao Urdu Seekhain
03:15	Australian Service
03:45	Roshan Hoi Baat
04:35	Noor-e-Mustafwi
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 204.
06:00	Tilawat: Surah Ash-Shu'ara, verses 1-24 with Urdu translation.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as). Programme no. 12.
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 16.
07:00	Khuddam Ijtema Germany Address: Recorded on September 16, 2011.
08:00	Qur'an Quiz
08:35	Muslim Scientists
09:00	Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
09:50	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 08, 2016.
12:05	Tilawat: Surah 'Ankaboot, verses 46-62.
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
12:35	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Recorded on February 12, 2010.
14:05	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqahi Masail: Programme no. 85.
15:40	Kids Time: Programme no. 16.
16:20	Faith Matters: Programme no. 181.
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:30	Khuddam Ijtema Germany Address [R]
19:25	French Service: Programme no. 22.
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
21:35	Muslim Scientists [R]
21:55	Friday Sermon: Rec. February 12, 2010. [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan

Thursday January 14, 2016

00:00	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Khuddam Ijtema Germany Address
02:30	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:50	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 287.
06:05	Tilawat: Surah Ash-Shu'araa, verses 25-45 with Urdu translation.
06:20	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 51.
07:10	Ilmul Abdaan
07:40	Beacon Of Truth: Recorded on October 11, 2015.
08:50	Tarjamatul Quran Class: Surah Al- Baqarah verses 225-233, recorded on December 07, 1994.
09:50	Indonesian Service
10:50	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah 'Ankaboot, verses 63-70 and Surah Ar-Room, verses 1-22.
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Beacon Of Truth
14:05	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on January 08, 2015.
15:10	Aao Urdu Seekhain
15:30	Ilmul Abdaan [R]
16:00	Persian Service
16:25	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	World News
18:20	Peace Conference: Rec. November 08, 2014.
19:20	Faith Matters: Programme no. 178.
20:30	Live German Service
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:50	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 23 Friday 08 January, 2016 Issue No. 02

خطبہ عید الاضحیٰ

انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے اور اپنی قوت قدسیہ کے زیر اثر صحابہؓ کو بھی اعلیٰ قربانیاں کرنے والا بنایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں بھی ان قربانیوں کے عکس نظر آتے ہیں۔

قوم کے لئے قربانیاں کرنے والوں کی یادیں اگر قائم رہیں تو یہی ہیں جو قوم میں قربانیوں کے جذبے کو زندہ رکھتی ہیں۔

خطبہ عیدالاضحیٰ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21؍جنوری 2005ء بمطابق 21؍صلح 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوْااللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ۔ وَبَشِّرِالْمُحْسِنِيْنَ۔ (الحج:38)

آج قربانی کی عید ہے۔ اس عید پر جس کو بھی توفیق ہو وہ جانور کی قربانی کرتا ہے۔ یہاں مغربی ممالک میں اس طرح قربانی کا تصور نہیں ہے۔ جو یہاں کے پرانے رہنے والے ہیں شاید ان کو صحیح طرح نہ پتہ ہو۔ جو اہتمام ایشیا کے ممالک میں یا افریقن ممالک میں (یا شاید تیسری دنیا کے اور بھی ممالک میں ہوتا ہو)۔ جہاں بڑے اہتمام سے بکرے خریدے جاتے ہیں۔ گائے خریدی جاتی ہیں یا بعض لوگ اونٹ کی قربانی بھی کرتے ہیں۔ ان دنوں میں بکروں بھیڑوں کی تلاش اور زیادہ قیمتی بکرے خریدنے کی بھی بعض لوگوں میں دوڑ لگی ہوتی ہے۔ اور پھر بڑے فخر سے بتایا جاتا ہے کہ ہم نے اتنی قیمت کا بکرا خریدا، یا اتنی مہنگی گائے خریدی۔ ہمسایوں نے، رشتہ داروں نے دوسروں نے بڑی کوشش کی کہ ہم سے آگے بڑھ جائیں مگر ہمارا جانور سب سے زیادہ قیمتی اور بڑا تھا۔ قربانی کی جو یہ چیزیں لی جاتی ہیں اس طرح کی باتیں کر کے اس میں دکھاوے کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہو رہا ہوتا ہے کہ دکھاوے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

پھر ایک طبقہ ہے جو دوسری انتہا کو پہنچا ہوا ہے جو توفیق ہوتے ہوئے بھی مریل سے جانور خرید لیتے ہیں یا ایسے جانوروں کی قربانی دے دیتے ہیں جو قربانی کے معیار پر پورے اترنے والے نہیں ہوتے۔ صرف خانہ پُری ہو رہی ہوتی ہے۔ اپنے پر تو بے انتہا خرچ کر دیتے ہیں اور لغویات میں بھی فضول خرچیاں کر دیتے ہیں لیکن قربانی کے وقت مہنگائی کا رونا روتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں آتا ہے۔ یحییٰ ابن سعید کہتے ہیں کہ میں نے ابوامامہ بن سہل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم مدینہ میں قربانی کے جانوروں کو خوب کھلا پلا کر موٹا کرتے تھے اور دوسرے مسلمان بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ (صحیح البخاری کتاب الاضاحی باب اضحیۃ النبی ﷺ بکبشین اقرنین ویذکر سمینین) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانوروں کی قربانی کے لئے خاص اہتمام فرماتے تھے اور اکثر اوقات خود ہی ذبح بھی فرمایا کرتے تھے اور اچھے جانور تلاش کرتے تھے۔

بہرحال ہر طبقہ جو یا دکھاوے کی طرف یا قربانی کی روح سے بالکل ناآشنا ہے، ہر دو کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ قربانی اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری توفیقوں کو بھی جانتا ہے اور تمہارے بہانوں کی حقیقت کو بھی جانتا ہے۔ اس کو کبھی دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا ہر طرح کا یہ طبقہ جو افراط کرنے والا ہو یا تفریط کرنے والا، ان کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے جو آیت مَیں نے ابھی تلاوت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون۔ لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اُس نے تمہارے لئے انہیں مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

یعنی اگر تم اس لئے بڑھ بڑھ کر قیمتی جانور خرید رہے ہو کہ دنیا کو دکھاؤ کہ تم نے کتنی قیمتی قربانی کی ہے۔ تمہارے امیر ہونے کا لوگوں پر اثر پڑے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ تمہاری اس قربانی کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتا۔ تمہارے اس قیمتی اور پلے ہوئے یا موٹے تازے صحتمند جانور کی جو بظاہر قربانی کے تمام تقاضے بھی بڑے اعلیٰ طریقے پر پورے کرتا ہے، اس کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھی وقعت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قربانی کی روح کے تقاضے پورے نہیں کرتا کیونکہ اس میں تقویٰ شامل نہیں ہے۔ اس میں دنیاداری کی، نفس کی ملونی شامل ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کھانے پینے سے آزاد ہے اُس کو اِس سے کیا غرض کہ تمہارے جانور کا گوشت کتنا ہے۔ اُس کو اس سے کیا کہ تم نے ایک صحتمند جانور کا خون بہایا ہے۔ اُس کو اِس سے کیا غرض کہ تم نے کتنے ہزار کی رقم خرچ کر کے جانور خریدا ہے۔

پھر بہانے بنا کر جو قربانی کے تقاضے نہ پورے کرنے والے جانور ذبح کرتے ہیں وہ دنیا کو تو دکھا سکتے ہیں کہ ہم نے قربانی کی۔ بعض ایسے بھی ہیں جو چھپ کے ذبح ہو رہے ہوتے ہیں۔ جو چھوٹے جانور ذبح کرتے ہیں جو اس قابل نہیں ہوتے۔ صرف گوشت نظر آتا ہے جانور نہیں دکھاتے۔ وہ دنیا کو تو دکھا سکتے ہیں کہ ہم نے قربانی کی ہے اور ہم نے ہمسایوں میں گوشت بھی تقسیم کیا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو انسان کی پاتال تک سے واقف ہے، جو اس کا اندرونہ جانتا ہے، جو دلوں کا حال جانتا ہے وہ کہے گا کہ تم نے قربانی، قربانی کے جذبے سے نہیں کی بلکہ تم نے دنیا سے ڈر کر ایک جانور ذبح کیا ہے۔ ایک بکرا یا بھیڑ ذبح کی ہے کہ دنیا کیا کہے گی کہ ایک چھوٹا سا جانور ذبح نہیں کر سکا۔ تو یہ قربانی تمہیں لوگوں کی باتوں یا ان کے اشاروں سے تو شاید بچا لے لیکن خدا تعالیٰ جو تمہارے اندر تقویٰ قائم کرنے کے لئے تم سے قربانی مانگتا ہے وہ مقصد تم حاصل نہیں کر سکو گے۔ تو یہ گوشت اور خون جو تم نے جانور کو ذبح کر کے حاصل کیا ہے اور بہایا ہے اگر یہ تقویٰ سے خالی ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے مقصد سے خالی ہے تو اللہ تعالیٰ کو تو ان مادی چیزوں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ تو یہ ظاہری قربانی کر کے قربانی کی روح تم میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جب تم جانوروں کو ذبح کرو تو تمہیں یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک حکم پورا کروانے کے لئے اس جانور کو میرے قبضہ میں کیا ہے اور مَیں نے اس کی گردن پر چھری پھیری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت پر عمل کرنے کی توفیق دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی کی اور اس جانور کو ذبح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مَیں اس کے حکم پر عمل کرنے والا ہوا، اس قابل ہوا کہ اس پر عمل کر سکوں۔ اس نے مجھے توفیق دی کہ مَیں اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں میں شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس نیّت سے قربانی کر رہے ہوگے، تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے قربانی کرو گے تو یہ قربانی مجھ تک پہنچے گی۔ تو جیسا کہ مَیں نے کہا یہ روح ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور قربانیاں پیش ہونی چاہئیں۔

اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔ چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں۔ لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج:38) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے۔ مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے۔ یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں